حکم النبی ﷺ

بکفر من لا یصلی

المعروف «بے نماز کا رسالہ»

مولانا عبد الستار رحمہ اللہ

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱

حکم النبیؐ

بکفر

من ترک الصلوٰۃ

المعروف "بے نماز کا رسالہ"

مولانا عبد الستارؒ

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر - ۱۹۰۰۰۱

Scanned with OKEN Scanner

کتاب : حکم النبی بکفر من لا یصلی

اشاعت : دسمبر ۱۹۹۶ء

ناشر : سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ
جموں وکشمیر

مطبع : فوٹو آفسٹ دہلی ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد للہ رب السموات والارض ورب الانام ۝ الذی انزل
علی نبیہ ورسولہ الدین والشرائع والاحکام ۝ وفرض علی عبادہ
التوحید والصلوۃ والصیام والزکوۃ والحج وعلیہا اسس الاسلام
فمن اقامہا واتی بہن ۝ الامور الخمسۃ دخل دار السلام ۝
ومن ترکہا ولم یات بہن فقد خرج عن ملۃ الاسلام ۝
والصلوۃ والسلام علی حبیبہ ورسولہ الذی جعلہا ارکان
الایمان وبناء الاسلام ۝ وقال الذی خمس لایقبل منہن شیٔ
دون شیٔ فلا یشک فیہ من قال آمنت باللہ ثم استقام ۝ وقال
ایضا موی الاسلام وقواعد الدین ثلاثۃ علیہن اسس
الاسلام ۝ فلا ریب فیہ عند ذوی العقول والافہام وعلی آلہ
واصحابہ ہداۃ الانام واتباعہم وسالکی طرقہم
الی یوم القیام ۝ اما بعد!

جملہ برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ زمانہ ما نحن فیہا میں جو زمانہ

فسادِ اُمّت و قربِ قیامت ہے، ترویج محرمات و بدعات مثل فرض سنّت کے مشہور و معروف ہے اور فرض و سنّت مانند محرمات و بدعات کے منکرات میں معدود و محبوب ہے۔ عاملینِ فرائض و سُنن بے دینوں اور کافروں میں شمار ہوتے ہیں اور فاعلینِ محرمات اور تارکین صوم و صلوٰۃ جن کو اللہ تعالیٰ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر اور حشر میں فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کا ہمدوش فرمایا ہے، مسلمان دیندار گنے جاتے ہیں۔ پس برائے رفاہ عوام و حمایت شریعت خیرالانام و بہ نیّت اصلاح مومنین و مومنات و ترغیب و ترہیب مسلمین و مسلمات کچھ مضمون سپرد قلم کرتا ہوں تاکہ وہ پڑھ کر تارکِ صوم و صلوٰۃ وغیرہ کے حکم سے واقف ہو جائیں اور فرائض الٰہی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے ترک سے کافر نہ ہو جائیں۔

فَاَقُوْلُ بِعَوْنِ اللّٰہِ وَحُسْنِ تَوْفِیْقِہٖ وَھُوَ وَلِیِّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ فَعَلَیْكَ اِعْتِمَادِیْ وَاِلَیْكَ مَآلِیْ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

مقدمہ

جاننا چاہیئے کہ اصل جزو بنیاد ایمان و اسلام کی توحید و اتباع سنّت ہے اور یہی مفہوم و مقصد کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہے اور جب تک آدمی لا الٰہ الا اللہ کا معنی و مطلب نہ سمجھے اور اس عامل و معتقد نہ ہو جس طرح حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے، اس طرح نہ سمجھے اُس وقت تک وہ مومن و مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم فرمایا فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جان لے اور اس کا علم حاصل کر کے کہ تحقیق کہ وہ اکیلا معبود ہے، اس کے سوا کوئی حاجت روا و مشکل کشا نافع و ضار نہیں۔ اسی طرح محمد رسولؐ اللہ کا معنی و مطلب سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے متبع سنّت اور پورا مسلمان اللہ کا ماننے والا کہلا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ لا الٰہ الا اللہ میں شرک کی نفی ہے اور محمد رسولؐ اللہ میں بدعت و تقلید شخصی کا انکار ہے۔

یہ وہ کلمہ ہے جس پر انسان کی نجات کا دارومدار ہے۔ سارے احکام شرعی اسی میں داخل اور اسی کے سمجھنے اور سیکھنے پر منحصر ہیں۔ جس کو اس کے تفصیلی معلومات کا شوق ہو، کماحقہ اس کو سمجھنا چاہتا ہو، اگر عربی داں ہے تو کتاب دین خالص و فتح المجید شرح کتاب التوحید و صیانۃ الانسان وغیرہ کا مطالعہ کرے، اگر اردو داں ہے تو کتاب تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان و ہدایتہ النبی وغیرہ پڑھے۔

ان کتابوں کو پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے سے صحیح معنی میں کلمہ گو یعنی اللہ کا ماننے والا

ہو جائے گا۔ جو شخص لا الہ الا اللہ کہنے میں سچا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو محبوب نہیں رکھتا، اس کے سوا کسی سے امید نہیں کرتا، اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا، اس کے سوا کسی پر بھروسہ اور توکل نہیں کرتا، اس میں اپنے نفس و ہوا کا کچھ اختیار نہیں رہتا۔ وہ ہر حال میں اللہ عزّ وجل کا مطیع و منقاد بنا رہتا ہے، فرائضِ الٰہی کا پابند ہوتا ہے۔ اس کی معصیت و نافرمانی سے ڈرتا و لرزتا ہے۔ اگر غفلت و جہالت کے باعث یا تلبیس ابلیس کی وجہ سے کچھ قصور کر بیٹھتا ہے تو اطلاع پانے پر فوراً توبہ کرتا ہے۔ نادم و پشیمان ہوتا ہے پھر اس معصیت کا قصد تک نہیں کرتا معصیت کی جگہ و معصیت کے مرتکب سے دور بھاگتا ہے، تنفر و بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ پس یہی شخص حقیقت میں کلمہ گو ہے۔ اسی پر احادیثِ رسولؐ صادق آتی ہے۔ کیونکہ کسی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص سچے دل سے یہ کلمہ کہے، کہیں آیا ہے کہ خالص دل سے کہے۔ حدیث زید بن ارقم میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے پوچھا گیا وَمَا اِخْلَاصُهَا یعنی خالص دل سے پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اَنْ تَحْجُزَهٗ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ یعنی جب یہ کلمہ تجھے اللہ تعالیٰ کے محرکات سے روک دے تب سمجھو کہ خالص دل سے پڑھا ہے زترغیب صنہ۳ یعنی جس نے کلمہ پڑھا، پھر احکام اسلام پر پکا ہوا، خلاف شرع کاموں سے بچتا رہا۔ اس کو کلمہ پڑھنا فائدہ دے گا۔ رفاعہ کی روایت میں یہ لفظ ہیں صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ ثُمَّ يُسَدِّدُ یعنی صدق دل سے کلمہ پڑھے پھر اس کی پابندی میں مضبوط ہو، سیدھا سیدھا چلے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ لفظ ہے مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ یعنی کلمہ پڑھنا قبولیت کے درجے کو پہنچتا ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ جس کا صاف یہ مطلب ہوا کہ جو شخص بدعمل ہے، مامورات و منہیاتِ شرع کا پابند نہیں، وہ اگرچہ کلمہ گو ہے مگر کچھ فائدہ نہیں۔

اسی طرح صحابہؓ و تابعینؒ سے بھی کلمہ طیّبہ کی تفسیر میں وارد ہے کہ کلمہ صرف زبان سے کہنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ اس کے لئے شروط و حقوق ہیں۔ یعنی فرائض کا ادا کرنا اور محرمات و کبائر سے بچنا۔ صحیح بخاری میں وہبؒ بن منبہ سے روایت ہے کہ کلمہ بہشت کی کنجی ہے لیکن اس کے لئے دندانے ہونے ضروری ہیں کہ ان کے بغیر تالا نہیں کھلتا۔ اس کنجی کے دندانے نماز، روزہ وغیرہ فرائض ہیں۔

معلوم ہوا کہ جو شخص فرائض و واجباتِ الٰہی کا پابند نہیں، صرف زبان سے کلمہ پڑھتا ہے۔ اس کا کلمہ اس لائق نہیں کہ جنّت کا دروازہ اس سے کھل جائے اور وہ اندر داخل ہو سکے کیوں کہ کلمہ کہنے سے صرف زبانی کلمہ مقصود نہیں بلکہ دل میں اس کے معانی و مقاصد کا اعتقاد رکھنا اور اعضاء و جوارح سے اس کی تصدیق کرنا مقصود ہے۔ اگر اعضاء و جوارح کے اعمال و افعال سے تصدیق نہ ہو تو صرف تصدیقِ قلبی و لسانی کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔

امثلہ شرعیہ

جس شخص کا دل اللہ کے ساتھ درست و ٹھیک ہو جائے، اس کے تمام ظاہری افعال و اعمال مرضی الٰہی کے موافق و مطابق ہو جاتے ہیں جیسا کہ حدیث مرفوع میں ہے:

"بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو تمام بدن ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ دل ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح)

جو کوئی نماز میں اپنی ڈاڑھی وغیرہ سے کھیلتا ہے۔ حدیث میں اس کے لیے وعید آئی ہے۔ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اعضاء و جوارح میں بھی سکون ہوتا۔ غرض کہ افعال و اعمال کا

دل کے ساتھ موافق ہونے کا نام تصدیق ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آدمی کی آنکھ ہاتھ پاؤں وغیرہ زنا کرتے ہیں اور ان کی تصدیق فرج کرتا ہے یعنی جب دل کی نیت وارادہ کے مطابق کام وقوع میں آیا تو اس کی تصدیق ہوگئی۔ اگر وقوع میں نہ آیا، تکذیب ہوگئی۔ امام ابن قیّم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَهٰذَا صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّ التَّصْدِيْقَ لَا يَصِحُّ اِلَّا بِالْعَمَلِ یعنی یہ صریح دلیل ہے، اس امر کی تصدیق صحیح نہیں ہوئی مگر ساتھ عمل کے۔

اسی طرح دعوے کے مطابق عمل کرنے کا نام سچّائی ہے۔ ارشادِ الٰہی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ الآیتہ اس کا مؤیّد ہے۔ یعنی ایمان والوں نے جو اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ نیز فرمایا يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ جس دن سچوں کو ان کا سچ نفع دے گا۔ ایک جگہ فرمایا کہ ہم آزمائش کرتے ہیں تاکہ سچے اور جھوٹے ظاہر ہو جائیں۔

کتاب وسنّت میں جابجا دعوے کے موافق عمل کر دکھانے کا نام سچ رکھا گیا ہے اور دعوے کے برخلاف عمل کرنے کا نام جھوٹ ونفاق رکھا گیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کیوں کہتے ہو جو نہ کرتے ہو۔ دعوے کے مطابق عمل نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ بہت ہی ناراض وغصّہ ہوتا ہے۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ امام ابن قیّم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری رکھدی تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا بیشک تو نے اپنا خواب سچّا کر دکھایا۔ جو دل میں نیت تھی، عمل سے اس کی تصدیق ہوگئی حالانکہ پیغمبری خواب تو پہلے ہی سے سچّا تھا لیکن تصدیق اس وقت ہوئی جب کام وقوع میں آگیا۔ اپنے لختِ جگر کو پیشانی کے بل گرا کر چھری گردن پر رکھدی اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں

مصروف ہو گئے، یہود و نصاریٰ سب کلمہ گو تھے مگر ان کے اعمال خلاف مضمون کلمہ ہونے سے ان کے کلمہ کا اعتبار نہ رہا۔ یہودی، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دل و جان سے سچّا نبی جانتے تھے اور تصدیق کرتے تھے یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ لیکن آپؐ کے فرمان کے مطابق عمل کر کے نہ دکھانے کی وجہ سے اقرار زبانی و معرفت قلبی کا کچھ اعتبار نہ ہوا۔

ابو طالب آپؐ کا سگا چچا دل و زبان سے اقراری تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور آپؐ کا دین حق ہے۔ لیکن اپنے زبانی اقرار کا عملی رنگ میں ثبوت دینے سے قاصر رہا۔ لہٰذا جہنم رسید ہوا۔ چناں چہ اس کے اشعار اس پر شاہد ہیں ؎

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِيْنَ مُحَمَّدٍ مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنَا

لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَارُ مَسَبَّةٍ لَوَجَدْتَنِيْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِيْنَا

یعنی میں دل سے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام مخلوق کے دینوں سے بہتر اور سچّا جانتا ہوں مگر عمل نہیں کرتا اگر دنیا کی ملامت اور قوم کی گالیوں کا خوف نہ ہوتا تو بڑی خوشی سے عمل کرتا۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری مع فتح الباری و کتاب الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو جہل راس المشرکین يُصَافِحُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا کرتا تھا (بخاری) اور کہتا تھا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِنَّهٗ صَادِقٌ خدا کی قسم میں دل سے جانتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچّے رسول ہیں (فتح و ابن کثیر) مگر جب اس اقرار کے مطابق عمل نہ کیا، کافر ہی کہلایا اور جہنم رسید ہوا۔

آمدم بر سر مطلب

اسی طرح فرائض الٰہی کا چور بے نماز تارک صوم و صلوٰۃ خواہ کتنی مرتبہ کلمہ پڑھے زبانی اقرار کرے مگر جب تک شرک و کفر بدعات کو نہ چھوڑے۔ فرائض الٰہی نماز، روزہ،

زکوٰۃ، حج کا پابند نہ ہو جائے۔ مسلمان نہیں ہو سکتا اور اپنے دعوے میں سچّا نہیں سمجھا جا سکتا کیوں کہ اس کے پاس صرف قول ہی قول ہے عملی تصدیق و ثبوت سے عاری ہے۔ الدین الخالص جلد ۱ ص ۱۶۱ میں ہے:

فَمَنْ قَالَ الْكَلِمَةَ بِاللِّسَانِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمُوجِبِهٖ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ فَلَا تَنَالُهٗ شَفَاعَتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَالٍ مِنَ الْاَحْوَالِ

جو صرف زبان سے کلمہ پڑھے اور اس کے واجبات پر عمل نہ کرے تو اس کو کسی حالت میں بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

قرآن و حدیث میں بہت سی مثالیں موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب تک عمل نہ ہو خالی دعوے اور زبانی جمع خرچ کارگر نہیں۔ سچے مومنوں میں سلفاً و خلفاً، شرقاً و غرباً کوئی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص تارک فرض ہو کر مسلمان رہا ہو جس کو اللہ تعالیٰ بصیرت دے وہ سمجھے کلمۂ طیّبہ کے قائل ہونے میں سب کچھ آجاتا ہے۔ جملہ اعمال و افعال اسلامی اور سارا دین الٰہی اسی کے اندر آجاتا ہے۔ اسی کا نام ایمان و اسلام و اطاعت و توحید ہے اسی میں وہ سب چیزیں داخل ہیں وہ سب اعمال جو قلب و جوارح سے متعلق ہیں۔ اسی واسطے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کو جنت کی کنجی ٹھہرایا ہے اور کبھی نماز کو کبھی جہاد کو یعنی کبھی فرمایا لا الٰہ الا اللّٰہُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ اور کبھی فرمایا اِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ جنت تو تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ کبھی انفاق سبیل اللہ کو دخول جنت کا باعث بتایا مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ اور کبھی کسی دیگر عمل کو موجب دخول بہشت قرار دیا الغرض جیسا مریض پایا ویسا ہی علاج و پرہیز بتایا، جس کو بخیل پایا اس کے لئے سخاوت کو موجب نجات بتایا۔ جس میں غصہ اور مزاح کی افراط دیکھی اس کے لئے رفق و عدم غضب

کو موجب نجات ٹھہرایا، جس میں جس نیکی کی کمی پائی اسی کو اس مدار نجات و ایمان قرار دیا جس میں صبح و عصر کی نماز میں سستی و غفلت دیکھی فرما دیا مَن صَلّی بودین دخل الجنۃ رواہ مسلم جس نے یہ دو وقت کی نماز پڑھی جنت میں داخل ہو گیا۔ بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ میں۔ بروایت ابو ہریرہؓ مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو ان کو یاد کرلے وہ جنتی ہے۔

الغرض اس قسم کی مثالیں قرآن وحدیث میں کافی ہیں کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی مَاھِرِ الْکِتٰبِ وَالسُّنَّۃِ پس جیسے ان احادیث میں امور مذکورہ کی فضیلت مقصود ہے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ جو شخص کافر و مشرک ہو کلمہ کا منکر ہو اور جہاد کرکے یا ایک جوڑا اللہ کے راستے میں خرچ کرکے یا صرف صبح و عصر کی نماز کی شمولیت کی وجہ سے جنتی ہو جائے۔ ٹھیک اسی طرح حدیث مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے سے تارک صوم و صلوٰۃ یا قبر پرست، پیر پرست، تعزیہ پرست وغیرہ مسلمان و جنتی بن جائے۔ جو علماء بے نمازوں کے وکلاء ان کی ناجائز حمایت اور وکالت کرتے ہیں۔ فرائض الٰہی کے تارک عامل کو حدیث مندرجہ بالا کی رو سے مسلمان قرار دے کر ترک فرض پر اسے دلیر کرتے ہیں۔ کاش وہ علم حدیث کسی استاد کامل سے بروفق طریق محدثین سے پڑھتے تو انشاء اللہ ہرگز دھوکہ نہ کھاتے۔

سچّا مسلمان

جب انسان نے کلمہ پڑھ لیا تو گویا اس بات کا عہد کر لیا کہ میں توحید و اتباع سنت پر قائم و دائم رہوں گا۔ یعنی اللہ و رسولؐ کے جملہ حکم احکام مانوں گا۔ تمام ممنوعات و خواہشات شرعیہ سے باز رہوں گا۔ جملہ مامورات و منہیات الٰہی میرے لئے واجب التعمیل والتسلیم ہیں۔ فرائض الٰہی کی ادائیگی میں ہرگز قصور نہ کروں گا۔ اس معنی کی رو سے جب اس کا ایمان

راسخ و مستحق ہو جائے گا تو بے شک وہ مومن ہے، کلمہ گو ہے، سچا مسلمان ہے، جنت میں ضرور جائے گا۔ شفاعت و دعا وغیرہ تحائف و ہدایا مسلمین کا مستحق ہو گا۔ مسلمانوں پر اس کی جان و مال، عزت و آبرو حرام ہو گی۔ مگر ساتھ حق کے یہ شخص اللہ اور رسولؐ کی ذمہ داری میں ہو گا۔ ایسے ہی شخص کو مرتے وقت فرشتے بشارت دیتے اور سلام کرتے اور پہنچاتے ہیں۔ یہ مختصراً و مجملاً پکے سچے مسلمان کی علامت ہے۔ سورۃ انفال میں ارشاد باری ہے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا یعنی نماز پڑھنے والے، زکوٰۃ دینے والے ہی سچے مومن و مسلمان ہیں۔ نووی شرح صحیح مسلم ج ا ص ۲۵ میں ہے فَاَخْبَرَنَا سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَنَّ الْمُؤْمِنَ ھُنَّ کَانَتْ ھٰذِہٖ صِفَتَہٗ یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مومن وہی شخص ہے جس میں یہ صفات ہوں۔ سورۃ انعام میں ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی قرآن کو مانتے ہیں اور نماز پر مداومت کرتے ہیں۔

جھوٹا مسلمان

جو شخص صرف زبانی دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں دل میں یہی اعتقاد رکھتا ہوں لیکن عمل کر کے نہیں دکھاتا۔ نماز، روزہ ادا نہیں کرتا۔ وہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ ہاں جو شخص ابھی مسلمان ہوا ہے کلمہ پڑھتے ہی مر گیا۔ کلمہ کے بعد اس کی زندگی میں نماز کا وقت ہی نہ آیا۔ نماز پڑھتا تھا۔ ماہ رمضان کے آنے سے قبل ہی فوت ہو گیا۔ روزے نہ رکھ سکا۔ وہ معذور و معفو عنہ ہے مگر وہ شخص جو شب و روز عیش و عشرت، راگ و رقص و سرود ناچ گانے بجانے ڈھول ڈھکے، نقارے، تاش، شراب، بھنگ، پوست، چرس، افیون وغیرہ نشہ آور اشیاء، اناپ شناپ قصے کہانیاں، فسق و فجور، زنا چوری، قمار بازی، مخول ٹھٹھا

مسلمانوں کی بدگوئی، ایذادہی، بے آبروی اور کاروبار دنیاوی کھانا کمانا، مقدمہ بازی میں مست وسرگرداں اور آخرت وشریعت کے کاموں سے غافل وبے پروا رہتا ہے اور اللہ اور رسولؐ کی باتوں کو استہزاء اور استخفاف سے دیکھتا ہے اور بظاہر مسلمان کہلاتا ہے میں نہیں جانتا کہ اس میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے جن کے حق میں ارشاد خداوندی ہے اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا الآیۃ۔

ایمان کی شرطیں

کتاب وسنّت کی رو سے ایمان کی تین شرطیں ہیں اور تینوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ یعنی ایک کا عدم باقی کے عدم کو مستلزم ہے۔ اوّل اقرار، دوم تصدیق، سوم عمل۔ جب تک انسان اللہ ورسولؐ کا زبان سے اقرار نہ کرے اور دل سے سچّا نہ جانے اور اللہ ورسولؐ کے کہنے کے مطابق عمل کر کے نہ دکھائے، تب تک وہ مسلمان مومن نہیں ہو سکتا۔ جس کے اندر تصدیق قلبی ہو، اقرار باللسان بھی ہو مگر فرائض الٰہی پر عمل نہ ہو وہ بھی کافر ہے اور جس کے اندر عمل بھی ہو، اقرار بھی کرے مگر تصدیق قلبی نہ ہو۔ یا جس پر چاہا عمل کیا، نہ چاہا نہ کیا وہ بھی کافر ہے۔ کفر نفاق اس میں پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے ایمان کی صاف لفظوں میں نفی کی ہے چنانچہ فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ یعنی بعض لوگ ایسے ہیں جو زبان سے تو اقراری ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لائے، مگر حقیقتاً وہ ایماندار نہیں، تصدیق قلبی سے عاری ہیں۔ نیز فرمایا یُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰی قُلُوْبُهُمْ یعنی منہ سے اقرار کر کے تم کو راضی کرنا چاہتے ہیں، دل سے انکاری ہیں۔ نیز فرمایا وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْہُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَمَا اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ یعنی زبان سے قول اقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے، ہم تابعدار ہیں۔ پھر اس اقرار کے بعد شریعت کا جو حکم مرضی کے خلاف ہوتا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں ایسے لوگ ایماندار نہیں۔ نیز فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیُشْہِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِہٖ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامُ یعنی بعض آدمی ایسے ہیں کہ جن کی چکنی چپڑی باتیں تجھے پسند آتی ہیں کیوں کہ ان کی وضع قطع شکل وصورت عجیب ڈھنگ کی ہے۔ بظاہر خاصے مسلمان معلوم ہوتے ہیں۔ بڑے لسان ہیں مگر حقیقت میں فتان ہیں۔ اللہ کو گواہ کر کے قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا صرف زبانی دعویٰ نہیں۔ ہمارے دل میں بھی اللہ ورسولؐ کی محبت اور ایمان کی لذت موجود ہے۔ باوجود اس کے ان کے کردار گفتار کے صریح خلاف ہیں۔ شب و روز پکے سچے مسلمانوں سے بات بات پر جھگڑنا، ان کی بدگوئی وغیبت کرنا، ان کی آبروریزی کے درپے رہنا، ان کے جان ومال کا نقصان چاہنا، کھیتیاں اور نسلیں برباد کرنا ان کا کام ہے۔ اگر کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو، مسلمانوں کو نہ ستاؤ، اس کی شریعت کے خلاف نہ کرو تو کہتے ہیں ہماری عزت نہیں رہتی، شریعت پر چلنے سے آبرو میں فرق آتا ہے، لوگ حقیر وذلیل سمجھتے ہیں، میل ملاپ ملاقاتیں ٹوٹتی ہیں۔ لوگوں میں آؤ بھگت جاتی رہتی ہے یعنی دنیاوی عزت کا خیال کر کے اللہ ورسولؐ کی نافرمانی کا بوجھا اٹھا لیتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو جہنم کافی ہے مزہ چکھانے کے لیے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ نیز فرمایا وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ یعنی اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق اپنے زبانی دعوے اور اقرار میں جھوٹے ہیں، اگر سچے ہوتے تو اللہ ورسولؐ کے حکموں کے سامنے لیت ولعل نہ کرتے، حیلے بہانے

جھوٹے عذر کر کے عمل سے جی نہ چراتے ۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے کہ منافقین دو قسم کے تھے۔ ایک وہ جو زبان سے کلمہ ایمان کہتے تھے مگر ان کا قلب کفر و سرکشی پر پختہ تھا اور کفر و جحود ان کے دل میں چھپا ہوا تھا۔ ایسے لوگوں کے حق میں فی الدرک الاسفل من النار فرمایا۔ نیز فرمایا وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ یعنی اکثر لوگ ایمان کے مدعی ہو کر بھی شرک کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کو ایک بھی مانتے ہیں اور پھر شرک قبر پرستی، تعزیہ پرستی وغیرہ بھی کئے جاتے ہیں جیسا کہ آج کل عباد القبور قبروں مزار، خانقاہوں کے پجاریوں کا حال ہے۔

اگر کسی شخص کے اندر تصدیق قلبی ہو مگر اقرار باللسان نہ ہو تب بھی وہ کافر ہے، جیسے فرعون اور اس کے اتباع کے متعلق ارشاد الٰہی ہے کہ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا یعنی انھوں نے دیدہ و دانستہ اللہ و رسول ؐ کا انکار کیا حالاں کہ ان کے دلوں میں یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کا دین حق ہے لیکن غرور و تکبر سے زبانی اقرار و ظاہری انقیاد نہ کیا۔ حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے لَيْسَ الْاِيْمَانُ بِالتَّمَنِّيْ وَلَا بِالتَّحَلِّيْ وَلٰكِنْ هُوَ مَا وَقَرَ فِي الْقَلْبِ وَصَدَّقَهُ الْعَمَلُ یعنی ایمان صرف زبانی دعوے و ظاہری تصنع بناوٹ کا نام نہیں ایمان تو وہ ہے جو دل میں جگہ پکڑ لے اور عمل اس کی تصدیق کرے (ابن نجار و دیلمی تفسیر خازن) حضرت عمرؓ سے مرفوعاً آیا ہے مَا اسْتَقَامَ دِيْنُهُ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ عَمَلُهُ یعنی جب تک آدمی کا عمل درست نہ ہو، اس کا دین درست نہیں ہوسکتا (ترغیب صفحہ) ابن عمر سے مرفوعاً آیا ہے۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ

تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک میری لائی ہوئی شریعت کا تابعدار نہ ہو (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنہ ص۳۲) تفسیر ابن کثیر و کمالین حاشیہ جلالین و خازن وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ سے بہ سند صحیح تحت آیت۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ لکھا ہے کہ کلمہ طیبہ سے مراد ذکر اللہ جیسے لا الٰہ الا اللہ وغیرہ ہے اور عمل صالح سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ فمن ذکر اللہ ولم یود فرائضہ رد اللہ قولہ قال البغوی ھو قول ابن عباس وسعید ابن جبیر والحسن وعکرمۃ والاکثر یعنی جو شخص اللہ کا ذکر کلمہ وغیرہ سے کرے اور نماز، روزہ وغیرہ فرائض ادا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے زبانی اقرار یعنی قول کو رد کر دیتا ہے۔ اس کا کلمہ پڑھنا بغیر عمل کے منظور نہیں ہوتا۔ امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ وسعید بن جبیر وحسن بصری وعکرمہ اور اکثر کا یہی قول وفتویٰ ہے۔ تفسیر خازن میں ہے جآء فی الحدیث لا یقبل اللہ قولاً الا بعمل ولا قولاً وعملاً الا بنیۃ۔ یعنی حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی اقرار کو قبول نہیں کرتا جب تک عمل نہ ہو اور قول و عمل منظور نہیں جب تک نیت نہ ہو۔ یعنی کلمہ اس وقت منظور ہوگا جب اس کے موافق عمل کرے گا۔ شرک و بدعت سے مجتنب رہے گا، صوم وصلوٰۃ کا پابند ہوگا اور یہ کلمہ اور نماز روزہ وغیرہ عمل بھی اس وقت مقبول ہوں گے جب نیت خالص ہوگی۔ ریا، نمود، شہرت وغیرہ مقصود نہ ہوگی۔ ابن مسعودؓ کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ قول و عمل و نیت اسوقت منظور ہوں گے۔ جب موافق سنت کے ہوں گے۔ نووی شرح مسلم کی کتاب الایمان میں ہے ھٰذا مَذْھَبُ جَمَاعَةِ اَھْلِ السُّنَّةِ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ وَھُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالثَّوْرِیِّ وَالْاَوْزَاعِیِّ

ومن بعدهم من ارباب العلم والسنۃ الذین کانوا مصابیح الھدی ائمۃ الدین من اھل الحجاز والعراق والشام وغیرھم قال ابن بطالؒ وھذا المعنی ارادالبخاری اثباتہ فی الکتاب الایمان وعلیہ بوب ابوابہ کلھا الخ یعنی جماعت اہل سنّت کا یہی مذہب ہے کہ ایمان قول اور عمل دونوں کا نام ہے۔ امام مالک وثوری وامام اوزاعی وغیرہ جلیل القدر علماء اور ان کے بعد کے تمام وہ علماء جو ہدایت کے چراغ اور دین کے امام تھے، مکہ، مدینہ، عراق، شام وغیرہ کے جملہ علماء کا یہی فتویٰ ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی کتاب الایمان کے جملہ ابواب میں اسی کو ثابت کیا ہے۔

خلاصۃ المرام وحاصل الکلام یہ کہ صرف منہ سے کلمہ گو ہو جانا مطلوب شرعی نہیں بلکہ ایمان واسلام کے عہد کے لئے یہ ایک ایسا جامع کلمہ ہے کہ جس کے قائل ہونے سے تمام مامورات ومنہیات الٰہیہ کا پابند ہونا پڑتا ہے اور آدمی ایک ایسے عہد کے اندر آجاتا ہے کہ اگر ذرہ بھر بھی کسی امر میں دائیں بائیں ہوا عقیدہ وعمل میں شرک وکفر آیا اور اس کے حقوق وفرائض کی ادائیگی میں کوتاہی وغفلت کی یا حکم شرعی کا انکار کیا تو فوراً اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس جرم کی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے جو اس کے لیے مقرر ہے جب تک خالص توبہ نہ کرے۔ اسی لئے جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کلمہ کا ارشاد فرمایا اور اس کے متعلق بشارات کا مژدہ سنایا تو عوام کو بشارت سنانے سے منع کر دیا کہ کہیں وہ ناسمجھی سے عمل ترک نہ کر بیٹھیں چنانچہ حضرت عمر فاروق اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کا قصہ احادیث میں مشہور ہے۔ ان بشارات کے وہی لوگ مستحق ہیں جو اس کے عامل ومعتقد ہیں۔

اس کے اغراض و مقاصد سے واقف اور اس کی حقیقت سمجھتے ہیں اسی وجہ سے کفار مکہ و مشرکین عرب اس طرح کلمہ پڑھنے سے گریز کرتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ کلمہ پڑھنے سے ہمیں تمام معبودات باطلہ اور آباء واجداد کی تقلید، رسم ورواج وجہالت ترک کرنی پڑے گی اور اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت واطاعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے مطابق کرنی پڑے گی ورنہ ویسے تو وہ اپنے تئیں ابراہیمی کہلاتے تھے۔ زبانی کلمہ پڑھتے تھے (ملاحظہ ہو تفسیر فوز الکبیر) نیز جیسا کہ تفسیر مظہری وخازن وغیرہ میں تحت آیہ اَللّٰھُمَّ اِن کان ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ الاٰیۃ کے عثمان بن مظعون سے مروی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ اس پر نعز بن حارث کافر قریش نے کہا لا الہ الا اللہ تو میں بھی کہتا ہوں مگر یہ اصنام خدا کی بیٹیاں ہیں ہم ان کو ترک نہیں کر سکتے۔

اسی طرح تفسیر ابن کثیر و فتح البیان وغیرہ میں تحت آیت فانھم لایکذبوک الاٰیۃ کے منقول ہے کہ ابوجہل کہتا تھا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مانتا ہوں۔ مگر ہم بنی ہاشم کے زیر بار نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح آج کل بھی ہزاروں ہندو آریہ چوہڑے چمار نٹ بھانڈ، کنجر مداری اور اکثر فرق ضالہ و باطلہ مثل معتزلہ جہمیہ، مرجیہ، قدریہ، معطلہ، مجسمہ، خارجی، ناصبی، رافضی، مرزائی، چکڑالوی، مقلدین، عباد قبور وغیرہ زبان سے کلمہ کا اقرار کر لیتے ہیں، حالاں کہ شرعًا ان کے کلمہ کا کچھ اعتبار نہیں۔ کتاب الایمان شیخ الاسلام امام بن تیمیہ رح کے صفحہ ۲۱۱ میں ہے فلیس للانسان ان یکتفی بالاقرار بالشھادتین الخ یعنی انسان کے لئے جائز نہیں کہ صرف کلمہ کے اقرار پر اکتفا کرے اور عمل نہ کرے۔

امام نووی شرح مسلم صـ۲۵ میں فرماتے ہیں اذا اقر باللہ ورسلہ صلوات اللہ وسلامہ علیھم اجمعین ولم یعمل بالفرائض لا یسمٰی مؤمنًا الخ

یعنی جو شخص اللہ اور اس کے تمام رسولوں کا قائل و اقراری ہو اور فرائض نماز روزہ وغیرہ کا عامل و پابند نہ ہو تو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ غرضیکہ عمل اور ایمان یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں، نہ بغیر عمل نماز روزہ کے ایمان مقبول ہے اور نہ بغیر ایمان کے عمل مقبول ہیں جیسا کہ ابن عمرؓ کی مرفوع حدیث سے ثابت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَایُقْبَلُ اِیْمَانٌ بِلَاعَمَلٍ وَلَاعَمَلٌ بِلَااِیْمَانٍ رواہ الطبرانیؒ فی الکبیر باسناد حسن۔ حدیث وفد عبدالقیس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان فرائض و اعمال کو ایمان باللہ فرمایا ہے۔ قال اتدرون ما الایمان باللہ وحدہٗ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد الرسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتآءُ الزکوٰۃ وصیام رمضان الحدیث رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی عن ابن عباس یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اللہ وحدہٗ پر ایمان لانا ہے۔ معلوم ہوا، جو ان فرائض کو بجا نہیں لاتا اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں، وہ بے ایمان ہے۔

آیات قرآنی دالہ بر کفر تارک صلوٰۃ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

پھر نالائق و ناخلف لوگ پیدا ہو گئے جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کی پیروی کی پس عنقریب یہ ملاقات کریں گے غیٔ کی مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کیا اچھا (پارہ ۱۶ سورۂ مریم)

امام بن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس آیت میں اضاعت سے مراد نماز کا ترک کرنا ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ سے مروی ہے کہ نماز کے وقتوں کی پابندی نہ کرنا، بے وقت نماز پڑھنا بھی نماز کو ضائع کرنا ہے غنی نام ہے ایک کنوئیں کا جو دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ہے جس میں اہل دوزخ کی پیپ گرتی ہے۔ رواہ محمد ابن نصر والطبرانی والبیہقی وابن جریر عن ابی امامۃ مرفوعا۔ شیخ الاسلام امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں فرمایا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن تارک صلوٰۃ دیگر کفار کے ساتھ جہنم کے نیچے کے طبقے میں ہوگا۔ اگر فساق یا اہل کبائر کے ساتھ ہوتا تو دوزخ کے طبقہ علیا میں ہوتا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر بے نماز ایمان واسلام سے خارج نہ ہوتا تو اس کی توبہ میں از سر نو ایمان لانے کی حاجت نہ ہوتی یعنی اگر نماز ضائع کرنے والا مومن ومسلمان ہوتا تو توبہ کے ساتھ ایمان کی شرط وارد نہ ہوتی کیوں کہ جب وہ پہلے ہی سے مسلمان اور باایمان ہے تو تحصیل حاصل فضول ہے اور ایمان کی تکرار بے کار ہے۔

دوسری آیت

یوم یکشف عن ساق ویدعون	جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور سجدہ کی طرف
الی السجود فلا یستطیعون خاشعۃ	لوگوں کو بلایا جائے گا سو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے
ابصارھم ترھقھم ذلۃ وقد	اور ان کی آنکھیں نیچی ہوں گی، ان پر ذلت طاری
کانوا یدعون الی السجود	ہوگی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ سجدہ کی طرف
وھم سالمون (پ ۲۹ سورۃ القلم)	بلائے جاتے تھے اور وہ صحیح سالم تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اذان سن کر پنج وقتہ نماز میں حاضر نہ ہو وہ قیامت

کے دن کفار و منافقین کی طرح سجدہ نہ کر سکے گا۔ اس کی پیٹھ تختہ کی مانند ہو جائے گی۔

قال کعب انزلت هذه الآية في الصلوٰة الخمسة حيث ينادى بهن رواه ابن ابي حاتم	حضرت کعب نے فرمایا یہ آیت نازل ہوئی ہے پانچوں نمازوں کے بارے میں جہاں اذان دی جاتی ہے۔

تیسری آیت :

واقيموا الصلوٰة ولا تكونوا من المشركين (پ۲۱ سورہ الروم)	نماز کی پابندی کرو اور مشرک نہ بنو۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ نماز کو ترک کر کے مشرک نہ ہو جاؤ۔ تفسیر حسینی میں تیسرے منقول ہے کہ شیخ محمد ابن اسلم طوسی نے کہا کہ میں نے چاہا کہ حدیث من ترک الصلوٰة متعمداً فقد کفر کی موافقت قرآن کی کسی آیت سے ثابت کروں پس میں نے کئی سال غور کیا تو یہ آیت اس کے مطابق پائی یعنی اس آیت اور حدیث کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ بے نماز قرآن وحدیث کی رو سے کافر ہے۔

یہی مفاد ہے کلام شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تحت آیۃ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم کے پس جس نے نماز چھوڑ دی وہ مشرکوں میں داخل ہو گیا کیوں کہ ایمان عمل کا نام ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم ص۲۶ میں فرماتے ہیں واما اطلاق اسم الايمان على الاعمال فمتفق عليه عند اهل الحق ودلائله في الكتاب والسنة اكثر من ان تحصروا واشهر من ان تشهر قال الله تعالىٰ وما كان الله ليضيع ايمانكم اجمعوا على ان المراد صلوٰتكم

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بخاری پ۱ میں بایں الفاظ باب منعقد کیا ہے باب الصلوٰۃ من الایمان وقول اللہ تعالیٰ وما کان اللہ یضیع ایمانکم یعنی صلوٰتکم عند البیت یعنی نماز ایمان میں داخل ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان کہا ہے نیز ترجمتہ الباب میں امام بخاری رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان الایمان ھو العمل یعنی ایمان عمل کا نام ہے۔ بغیر عمل نماز روزہ وغیرہ فرائض کے ایمان کا دعویٰ غلط اور بے کار ہے۔

چوتھی آیت:

فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین (پ۱۰ سورہ التوبہ)	پس اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انما المؤمنون اخوۃٌ فرما کر یہ بتا دیا کہ مسلمان آپس میں دینی بھائی ہیں اور آیت ہٰذا میں اخوت دینی کو نماز کے قائم کرنے پر معلق کر دیا تو تارک صلوٰۃ اس اخوت سے خارج ہو کر مسلمان نہ رہا فتفہم وتدبر۔

پانچویں آیت:

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون (پ۳۰ س الماعون)	ان نمازیوں کے لیئے ویل ہے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔

ویل دوزخ میں ایک گڑھا ہے رواہ احمد والترمذی وابن حبان

وَالْحَاكِمُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ مَرْفُوْعًا بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ اَنَّهُ سَالَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ قَالَ هُمُ الَّذِیْنَ یُؤخِرُوْنَ الصَّلٰوۃَ عَنْ وَقْتِهَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ ابْنُ نَصِیْرٍ

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز سے بے خبر وہ لوگ ہیں جو بے وقت نماز پڑھتے ہیں۔

جب وقت میں تاخیر کرنے والے بے وقت نماز پڑھنے والے کے لئے ویل ہے تو تارک صلوٰۃ کا کیا ٹھکانہ وَقَدْ صَحَّ عَنْ سَعْدِ ابْنُ وَقَاصٍ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اَنَّهُ قَالَ لَوْ تَرَكُوْهَا لَكَانُوْا كُفَّارًا وَلٰكِنْ ضَیَّعُوْا وَقْتَهَا یعنی اس آیت کی تفسیر میں صحابی رسولؐ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے بسند صحیح منقول ہے کہ اگر وہ نماز کو ترک کرتے تو کافر ہو جاتے لیکن انہوں نے ضائع کیا وقت اس کا۔

نماز سے غافل اور بے خبر ہونے کے اور بھی معنی ہیں مثلاً رکوع سجود، قومہ وغیرہ ارکان سنت کے موافق ادا نہ کرنے یا نماز کی دعاؤں کا معنی مقصد نہ سمجھنا، ان کے خلاف عقیدہ رکھنا وغیرہ جن کو والدی ماجدی قدس سرہٗ نے اپنی تصنیف 'ہدایۃ النبی'' میں مدلل و مفصل بیان کیا ہے۔

چھٹی آیت

مَاسَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا	جب جنتی لوگ دوزخ، دوزخیوں سے پوچھیں گے
لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ	کہ تم کو دوزخ میں کس قصور نے داخل کیا؟ تو وہ
وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ	جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ
الْمِسْكِیْنَ	غریب مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔

بس یوں ہی لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر گپیں لڑایا کرتے تھے۔ عاملین سنت پر آوازیں کستے تھے اور یوں آخرت کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان کو کسی کی شفاعت بھی نفع نہ دے گی۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ملائکہ، انبیاء، شہداء، صلحاء اور تمام اہل ایمان شفاعت کریں گے پس کوئی آگ میں نہ رہے گا بجز ان چار قسم کے لوگوں کے پھر یہ آیات تلاوت کیں قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ الآيات۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اَلشَّفَاعَةُ نَافِعَةٌ لِكُلِّ اَحَدٍ دُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ تَسْمَعُوْنَ یعنی شفاعت ہر عاصی کو نفع دے گی سوائے ان لوگوں کے جن کو تم سنتے ہو، تفسیر خازن وابن کثیر وفتح البیان وغیرہ میں تحت آیت ہٰذا مرقوم ہے۔ اَنَّ تَارِكَ الصَّلٰوةِ يُخَلَّدُ فِي النَّارِ یعنی اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بے نماز ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ کتاب بہجۃ النفوس میں لکھا ہے اَنَّ كُلَّ مَنْ كَانَ مُسْلِمًا وَلٰكِنَّهُ لَا يُصَلِّيْ لَا يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ اِذْ لَا عَلَامَةَ یعنی جو مسلمان کہلاتا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا وہ دوزخ سے نہیں نکالا جائے گا کیوں کہ اس کے لئے سجدہ کا نشان وعلامت نہیں۔

اسی علامت سے انبیاء وغیرہ مسلمانوں کی شفاعت کریں گے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ بِاَثَرِ السُّجُوْدِ تحت حدیث ہٰذا علامہ قطانی نے بہجۃ النفوس کی عبارت نقل کی ہے۔

مشکوٰۃ میں بحوالہ صحیح مسلم سے مروی ہے کہ شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سب لوگ دوزخ سے نکل آئیں گے۔ مگر جس کو قرآن نے روک دیا ہے یعنی مشرک اور یقیناً یہ چار قسم کے لوگ یعنی تارکین صلوٰۃ، تارکین زکوٰۃ، قرآن حدیث کے مثلوں پر استہزاء وتمسخر کرنے والے، قیامت کے منکر مشرک ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان خصائل اربعہ کا یہی حال ہے کہ وہ بذاتِ خود موجب ونار ہیں۔ اس لئے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب تک کسی میں یہ چاروں خصائل بیک وقت جمع نہ ہوں وہ عذاب کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ کتاب وسنت پر غور کرنے سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ان میں سے ہر خصلت وعادت اس قابل ہے کہ وہ منفرد ہو کر بھی اس کے دوزخی ہونے کا موجب بن سکتی ہے اور ہر جرم خود اکیلا ہی موجب عذاب ہونے کے لیے کافی ہے۔ مثلاً قیامت کی تکذیب وانکار معاد وقس علیٰ ھذا باقی الثلاثہ ان کے علاوہ دیگر آیات سے بھی تارکین فرائض کا کفر ثابت ہے۔

تارکِ صلوٰۃ کے کافر ہونے کا احادیث سے ثبوت

پہلی حدیث

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ج ۱ ص ۶۱ وَاَبُوْدَاؤُد وَالتِّرْمِذِیْ وَصَحَّحَہٗ وَابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ بِتَغْیِیْرٍ یَسِیْرٍ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کے درمیان اور شرک وکفر کے درمیان نماز کا فرق ہے۔

امام نووی شارح صحیح مسلم تحت حدیث ہذا رقمطراز ہیں۔ اَیِ الَّذِیْ یَمْنَعُ مِنْ

كُفْرِهٖ كَوْنُهٗ لَمْ يَتْرُكِ الصَّلٰوةَ فَاِنْ تَرَكَهَا لَمْ يَبْقَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكُفْرِ حَائِلٌ

یعنی جو چیز انسان کو کفر سے روکتی ہے وہ نماز کو ترک نہ کرنا ہے جب اس نے نماز کو ترک کر دیا تو کوئی چیز حائل نہ رہی اور وہ کفر میں داخل ہو گیا۔

دستور المتقی کے صـ۳۲ میں لکھا ہے کہ یہاں سے صاف معلوم ہو گیا کہ جس مسلمان نے نماز ادا کی وہ مسلمان ہے نہیں تو مشرک و کافر ہے۔ حدیث میں آیا کہ جس نے نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا

دوسری حدیث

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَهْدُ الَّذِىْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَالنَّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام کا وہ عہد جو ہم مسلمانوں اور کافروں میں فارق و فاصل ہے وہ نماز ہے۔ جس نے نماز ترک کی بے شک وہ کافر ہو گیا۔

علامہ نواب حسن صدیق رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب ہدایت السائل ادلۃ المسائل کے صفحہ ۳۹ میں لکھتے ہیں کہ ایں حدیث دلیل است بر کافر شدن تارک نماز الخ یعنی یہ حدیث دلیل ہے بے نمازی کے کافر ہونے پر وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ نیز امام شوکانی نے نیل الاوطار مطبوعہ مصر ج ا صـ۲۸۲ میں کہا ہے کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور دلیل ہے بے نمازی کے کافر ہونے پر۔

تیسری حدیث

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ

كَفَرَ جِهَارًا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَالْبَزَّارُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعًا

یعنی تارک عامد نماز کا کھلم کھلا کافر ہے۔

چوتھی حدیث

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ الصَّلٰوةُ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ رَوَاهُ هِبَةُ اللّٰهِ الطَّبَرِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَقَالَ إِسْنَادُهُ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کے اور کفر و ایمان کے درمیان حد فاصل نماز ہے جب بھی اس نے نماز کو ترک کیا یقیناً وہ مشرک ہو گیا۔

الدین الخالص ج ا ص۱۱۹ میں مرقوم ہے إِنَّ عَاقِبَةَ الشِّرْكِ الْمُخُلُوْدُ فِي النَّارِ

یعنی شرک کا انجام یقیناً خلود فی النار ہے۔

پانچویں حدیث

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ نہیں ہے ملاپ درمیان بندہ کے اور شرک کے مگر ترک کرنا نماز کا۔ جب اس نے نماز ترک کی پڑھنی چھوڑ دی بلاشک وہ مشرک ہو گیا۔

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ شرک سے پناہ دے آمین

چھٹی حدیث

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكِّرُوْا بِالصَّلٰوةِ فِي يَوْمِ الْغَيْمِ فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَقَدْ كَفَرَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهِ (ترغیب و ترہیب ص۹۹)

آپؐ کا فرمان ہے کہ ابر والے دن نماز اوّل وقت پڑھو، ابر کی وجہ سے سستی نہ کرو۔ بےشک جس نے نماز ترک کی وہ کافر ہوگیا۔

ساتویں حدیث

عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ وابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافِظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّ بُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ تَکُنْ لَّہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّنَجَاۃً وَکَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ ابْنِ خَلَفٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَفِی الزَّوَاجِہِ سَنَدُہٗ جَیِّدٌ وَالدَّارَمِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الشُّعَبِ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَمُحَمَّدُ ابْنُ نَصْرٍ فِیْ کِتَابِ الصَّلٰوۃِ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ وَقَالَ فِیْ مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ رِجَالُ اَحْمَدَ ثِقَاتٌ

یعنی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے ہمیشہ نماز پڑھی اس کے لئے یہ نماز قیامت کے دن روشنی اور ایمان کی دلیل وعلامت اور دوزخ سے مخلصی ونجات کا ذریعہ بن جائے گی اور جس نے محافظت ومداومت نہ کی یعنی کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی تو اس کے لیے نہ روشنی ہوگی نہ دلیل نہ نجات اور وہ معذب ہوگا قیامت کے دن ساتھ قارون وفرعون وہامان وابن خلف کے۔

فائدہ:۔ حدیث ہٰذا سے معلوم ہوتا ہے کہ تارک صلوٰۃ اہلِ لاالٰہ الااللہ میں سے نہیں بلکہ اس کا کفر اعلیٰ درجہ کا کفر ہے جو مضاد ایمان ومخرج من الملتہ ہے ورنہ قیامت کے دن اعلیٰ درجہ کے کافروں کے ساتھ اس کا حشر نہ ہوتا۔ فافہم وتدبر

کتاب ہدایتہ السائل الی ادلتہ المسائل کے صفحہ ۲۹۰ میں مرقوم ہے۔ ودریں جا دلیل است برآنکہ ترک نماز کفر شنایع است زیرا کہ انیہا ے شدنار اند درعذاب ونیز دلیل است برتخلید

تارک نماز در نار مثل تخلید مذکورین کہ ہمراہ شاں در عذاب افتاد یعنی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جیسے فرعون، ہامان قارون وغیرا اشد کافر ہیں ایسے ہی بے نماز بھی سخت درجہ کا کافر ہے اور جیسے یہ بڑے بڑے کافر ہمیشہ جہنم میں رہیں گے. ایسے ہی بے نماز بھی ان کے ہمراہ ہمیشہ رہے گا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّار ہامان فرعون کا وزیر تھا اور ابی بن خلف پکا مشرک تھا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانی دشمن تھا اشقیاء امت میں سے تھا جنگ احد میں آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کیا تھا. (نیل وغیرہ)

ایک عجیب نکتہ شیخ الاسلام امام الموحدین امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں ایک عجیب نکتہ ہے اور وہ یہ کہ آج کل اکثر لوگ جو نماز کی پابندی نہیں کرتے وہ یا تو مال و دولت کی وجہ سے یا بادشاہت و ملک گیری کی وجہ سے یا عہدہ و ملازمت کی وجہ سے یا تجارت و بیوپار کی وجہ سے لہٰذا جو اپنے مال و دولت کی وجہ سے نماز سے غافل رہا نہ پڑھ سکا وہ قیامت کے دن قارون کے ساتھ ہوگا جہاں اس کا ٹھکانہ وہاں اس کا ٹھکانہ جیسا کہ آج کل کے اکثر بڑے بڑے سیٹھ کوٹھیوں والے مالدار دولت مند ولکھ پتی، کروڑ پتی وغیرہ اور جو اپنے ملک اور سلطنت کی مشغولیت و مغروریت کی وجہ سے نماز روزہ سے غافل رہا وہ فرعون کے ساتھ ہوگا جو اس کا انجام وہ اس کا انجام جیسا کہ آج کل کے اکثر بادشاہ حکام وغیرہ. اور جو غافل رہا نماز سے اپنی وزارت و ملازمت کی وجہ سے وہ ہامان کے ساتھ ہوگا جو فرعون کا وزیر تھا جو اس کا حشر وہ اس کا حشر جیسا کہ آج کل کے اکثر وزیر وزراء، نوکر چاکر، ملازم، عہدیدار وغیرہ اور جس نے غفلت برتی نماز سے اپنی تجارت و سوداگری کی وجہ سے وہ ابن خلف کے ساتھ ہوگا. جو اس کا انجام وہ اس کا انجام جیسا کہ آج کل کے اکثر تجار سوداگر، دکاندار، زمیندار، کاشتکار وغیرہ اپنی خرید و فروخت و زمین وغیرہ کی نگہبانی

میں نماز کی ہوش نہ رکھنے والے العیاذ باللہ۔ اسی واسطے اللہ عزوجل نے اپنے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة يخافون يوما تتقلب فيه القلوب والابصار (پ ۱۸ س نور) یعنی میرے نیک بندے وہ لوگ ہیں جن کو ان کی تجارت خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔ یعنی قیامت کا کھٹکا اور خوف رکھتے ہیں۔

آٹھویں حدیث

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ اَوْصَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ لَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ عَمَدًا فَمَنْ تَرَكَهَا عَمَدًا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْمِلَّةِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ سُنَّتِهٖ وَالطَّبْرَانِيُّ بِاِسْنَادَيْنِ لَا بَاْسَ بِهِمَا۔ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو جس نے قصداً نماز چھوڑ دی پس تحقیق وہ نکل گیا دین اسلام سے۔

اس مقام پر ان لوگوں کو غور کرنا چاہیئے جو بے نماز کے متعلق احادیث میں وارد شدہ کفر کے لفظ کو کفرانِ نعمت سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایسا کفر نہیں جو ملت سے خارج کر دے، وہ تو کفر اعتقادی ہوتا ہے۔ عملی نہیں۔ حالانکہ یہاں ملت سے خارج ہونے کے الفاظ موجود ہیں اور ترک صلوٰۃ یعنی "کفر عملی" کے بارے میں وارد ہوئے ہیں، سچ ہے۔

ضد چھوڑیئے بر سر انصاف آیئے ۔ انکار ہی رہے گا میرے مہربان کب تلک

نویں حدیث

عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ

صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ۔ یعنی جس نے فرض نماز جان کر چھوڑ دی پس تحقیق اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہو گیا۔

دسویں حدیث

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اَوْصَانِیْ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا اَتْرُکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ فِیْ سُنَنِہٖ۔ یعنی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ کبھی نماز قصداً نہ چھوڑوں جس نے نماز چھوڑ دی اس سے اللہ کا ذمہ بری ہوا۔

گیارہویں حدیث

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا طُھُوْرَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوۃِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَالصَّغِیْرِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں ہے ایمان اس شخص کا جس میں امانت نہیں اور نہیں ہے نماز اس شخص کی جس کا وضو نہیں اور نہیں ہے دین اسلام اس کا جو بے نماز ہے اور نماز کا تعلق دین اسلام سے بمنزل سر کے ہے جسم سے۔

فائدہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا سر ٹھہرایا تو معلوم ہوا کہ جیسے سر کاٹنے سے سارا جسم بے کار و بے فائدہ ہو جاتا ہے ایسے ہی نماز کے ترک سے انسان کا سارا دین بے کار ہے۔

بارہویں حدیث

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا سَهْمَ فِی الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهٗ رَوَاهُ الْبَزَّارُ (ترغیب ترہیب)

فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے نماز کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں اور نہیں ہے نماز اس کی جس کا وضو نہیں۔

تیرہویں حدیث

عَنْ مُعَاذ ابْنِ جَبَل قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعُمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ اَلْحَدِیْثَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اصل دین اسلام ہے اور نماز اس کا ستون ہے۔

فائدہ: گویا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دین کو ایک قبہ یا خیمہ قرار دیا۔ اور نماز کو ستون ٹھہرایا۔ پس جس طرح سارا خیمہ ستون کے گرنے سے گر پڑتا ہے۔ اسی طرح نماز کے ترک کرنے سے سارا دین گر پڑتا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن قیم رحمۃ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے تارک صلوٰۃ کے کفر پر خاص اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔ قَالَ اَحْمَدُ وَقَدْ جَآءَ فِی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الصَّلٰوةُ عُمُوْدُ الدِّیْنِ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّ الْفُسْطَاطَ اِذَا سَقَطَ عُمُوْدُهٗ سَقَطَ الْفُسْطَاطُ وَلَمْ یَنْتَفِعْ بِالطَّیْبِ وَالْاَوْتَادِ وَاِذَا قَامَ عُمُوْدُ الْفُسْطَاطِ اُنْتُفِعَتْ بِالطَّیْبِ وَالْاَوْتَادِ وَکَذٰلِكَ الصَّلٰوةُ مِنَ الْاِسْلَامِ فرمایا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے اس حدیث میں نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے اے انسان! کیا تو نہیں جانتا؟ کہ جب کسی خیمہ کا ستون گر پڑتا ہے تو سارا خیمہ گر پڑتا ہے اور طناب اور میخوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بس اسی طرح نماز کا حال ہے اگر نماز ہے تو باقی اسلام بھی کار آمد وسود مند ہے اور اگر نماز نہیں تو باقی اسلام بھی نہیں۔

چودہویں حدیث

عَنْ عُمَرَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ عِنْدَ اللّٰہِ فِی الْاِسْلَامِ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا وَمَنْ تَرَکَھَا فَلَا دِیْنَ لَہٗ وَالصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیاری کون سی چیز ہے؟ فرمایا وقت پر نماز پڑھنی اور جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے۔

ایک روایت میں ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ عُمُوْدُ الْاِسْلَامِ یعنی نماز اسلام کا وسطی ستون ہے جس کے ساقط ہو جانے سے باقی میخیں اور طنابیں میں کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں ایک حدیث بایں الفاظ بیان کی ہے کہ لَا حَظَّ فِی الْاِسْلَامِ لِمَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ اَلْحَدِیْث یعنی بے نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

پندرہویں حدیث

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ

آپ نے فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

اس حدیث میں اور حدیث معاذ کہ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

رَوَاہُ اَحْمَدُ میں کوئی تناقض وتعارض نہیں ہے کیونکہ اصل مفتاح تو کلمہ شہادت ہی ہے اور باقی ارکان مثل نماز روزہ، حج، زکوٰۃ کہ اس کے دندانے ہیں کہ بغیر ان کے کنجی بیکار ہے۔ بایں لحاظ ہر دندانے پر کنجی کا اطلاق آسکتا ہے۔ اگر کسی کنجی کا ایک بھی دندانہ ٹوٹ جائے تو تالا نہیں کھلتا۔ پس دخول جنت موقوف ہے کنجی اور اس کے دندانوں پر۔ جیسا کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری میں ہے قِیْلَ لِوَھْبِ ابْنِ مُنَبِّہٍ اَلَیْسَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لَیْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَہٗ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَہٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَکَ وَاِلَّا لَمْ یُفْتَحْ لَکَ یعنی حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ بہشت کی کنجی نہیں ہے؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن کنجی بغیر دندانوں کے نہیں ہوتی، پس اگر تو دندانوں سمیت کنجی لایا تو جنت کا دروازہ تیرے لئے کھول دیا جائے گا اور اگر بغیر دندانوں کے لایا تو نہیں کھولا جائے گا یعنی لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ نماز روزہ وغیرہ بھی لایا تو یہ کنجی کارآمد ہے ورنہ نہیں۔

امام ابن قیمؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اسی طرح لکھا ہے۔ یہ آیت بات کی دلیل ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھے گا۔ اس کے لیے جنت کا دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔ حالانکہ جنت کا دروازہ ہر مسلمان کے لیے کھولا جائے گا۔ پس ثابت ہوا کہ بے نماز مسلمان ہی نہیں۔

سولھویں حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءُ الزَّکٰوۃِ وَحَجُّ الْبَیْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ فرمایا آپ نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں، شرک وبدعت سے بچنا،

نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔

فائدہ: گزشتہ احادیث سے معلوم ہوچکا ہے کہ اس بنا کا ستون نماز ہے پس ترک نماز سے ساری بنیاد ڈھے جائے گی۔ فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ

سترہویں حدیث

عَنْ مُحْجِنِ ابْنَ الْاَدْرَعِ الْاَسْلَمِیِّ اَنَّهٗ کَانَ فِیْ مَجْلِسٍ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُذِّنَ بِالصَّلٰوۃِ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ فِیْ مَجْلِسِہٖ فَقَالَ لَهٗ مَا مَنَعَکَ اَنْ تُصَلِّیَ مَعَ النَّاسِ اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنِّیْ صَلَّیْتُ فِیْ اَھْلِیْ فَقَالَ لَهٗ اِذَا جِئْتَ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَاِنْ کُنْتَ قَدْ صَلَّیْتَ رَوَاہُ مَالِکٌ وَاَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَالْحَاکِمُ۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھائی اور محجن آپؐ کا صحابی اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ تو نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ کیا تو مسلمان نہیں ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ لیکن میں اپنے گھر میں نماز پڑھ کر آیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا جب تو مسجد میں آئے اور نماز ہو رہی ہو تو سب کے ساتھ مل کر نماز پڑھ اگرچہ تو پہلے پڑھ چکا ہے۔

فائدہ: حدیث ہٰذا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کو مسلمان اور کافر کے مابین فارق ٹھہرایا۔ اگر اللہ اور رسولؐ کے نزدیک بے نماز مسلمان ہوتا تو آپؐ صحابی کو یہ نہ فرماتے کہ کیا تو مسلمان نہیں۔ اگر آپؐ کے ان الفاظ پر غور کیا جائے تو اس کے صاف معنی بھی یہی بنتے ہیں کہ اگر تو مسلمان ہوتا تو نماز ضرور پڑھتا۔ اس کی مثال بعینہٖ یہ ہے کہ کوئی کسی سے کہے "تجھے کیا ہوا ہے جو تو بولتا نہیں کیا تو گونگا ہے" یا کوئی کہے کہ تجھے کیا ہوا جو تو ہلتا نہیں

کیا تو مردہ ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر نماز کے بغیر بھی اسلام قائم رہ سکتا ہے تو آپؐ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے یہ نہ فرماتے کہ کیا تو مسلمان نہیں؟

اٹھارہویں حدیث

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُصَاحِبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الصَّلٰوۃُ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِہٖ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِہٖ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاَیْضًا الْمُقَدَّسِیُّ فِی الْمُخْتَارَۃِ قَالَ السُّیُوطِیُّ صَحِیْحٌ۔ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ پس اگر نماز درست ہوئی تو باقی عمل بھی درست ہوئے اور اگر نماز خراب نکلی تو سارے عمل خراب و فاسد ہو جائیں گے۔

انیسویں حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃُ ثَلَاثَۃُ اَثْلَاثٍ الطُّہُوْرُ ثُلُثٌ وَالرُّکُوْعُ ثُلُثٌ وَالسُّجُوْدُ ثُلُثٌ فَمَنْ اَدَّاھَا بِحَقِّھَا قُبِلَتْ مِنْہُ وَقُبِلَ مِنْہُ سَائِرُ عَمَلِہٖ وَمَنْ رُدَّتْ عَلَیْہِ صَلٰوتُہٗ رُدَّ عَلَیْہِ سَائِرُ عَمَلِہٖ رَوَاہُ الْبَزَّارُ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔ آپؐ نے فرمایا نماز کے تین حصے ہیں۔ وضو ایک تہائی، رکوع ایک تہائی، سجدہ ایک تہائی۔ پس جس نے نماز کو کما حقہ یعنی موافق سنت کے ادا کیا تو اس کی نماز بھی مقبول اور باقی عمل بھی مقبول اور جس کی نماز مردود ہو گئی اس کے سارے عمل مردود ہو گئے۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں دلیل ہیں اس بات پر کہ قبولیتِ اعمال کے لیے نماز شرط ہے۔ امام ابن قیمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں فرمایا ہے تَرْکُھَا بِالْکُلِّیَّتِ فَاِنَّہٗ لَا یُقْبَلُ مَعَہٗ

عَمَلٌ كَمَا لَا يُقْبَلُ مَعَ الشِّرْكِ عَمَلٌ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ كَمَا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الشَّرَائِعِ كَالْأَطْنَابِ وَالْأَوْتَادِ وَنَحْوِهَا وَإِذَا لَمْ يَكُنْ لِلصَّنَاعِ عَمُوْدٌ لَمْ يَنْتَفِعْ بِشَيْئٍ مِنْ أَجْزَائِهِ فَقَبُوْلُ سَائِرِ الْأَعْمَالِ جیسے شرک کے ارتکاب سے عنداللہ کوئی عمل مقبول نہیں ایسے ہی نماز کے ترک سے کوئی عمل مقبول نہیں کیونکہ نماز اسلام کا ستون ہے جیساکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحیح طور پر ثابت ہے اور باقی احکام و عمل مثل طناب میخوں کے ہیں۔ اور جب خیمہ کا درمیانی ستون نہ ہو تو اس کے دیگر اجزاء میں سے کوئی چیز نفع نہیں دیتی۔ پس تمام اعمال کا قبول ہونا موقوف ہے نماز کے قبول ہونے پر۔ جب نماز مردود ہوگئی تو سب عمل مردود ہوگئے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْقَيِّمِ فَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ تَارِكِهَا صَوْمًا وَّلَا حَجًّا وَّلَا صَدَقَةً وَّ جِهَادًا وَّ لَا شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ ۔۔ یعنی فرمایا شیخ الاسلام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نماز کا عنداللہ نہ روزہ قبول ہے۔ نہ حج نہ زکوٰۃ نہ صدقہ وخیرات نہ جہاد نہ اور کوئی عمل پس بے نماز کتنا ہی سخی و نیک ہو۔ مسجد بنوائے، کنواں کھدوائے، رانڈ بیوہ غریب مسکین کو کھانا کھلائے زبان کا سچا اور معاملہ کا پکا ہو۔ مگر جب تک نماز کا پابند نہ ہو سب بے کار ہے۔

بیسویں حدیث

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ وَلَا تَغْفِرُ وَاللّٰهِ فِيْ ذِمَّتِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے وہ ہمارے طریقہ پر یعنی رکوع، سجود، قومہ، جلسہ وغیرہ سب سنّت کے مطابق ادا کرے نہ اپنے مذہب و رواج و رسم کے مطابق اور متوجہ ہو ہمارے قبلہ کی

طرف اور کھائے ذبیحہ ہمارا۔ پس یہ ہے مسلمان جس کے لئے ذمہ ہے اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا۔ پس عہد شکنی نہ کرو۔ تم اللہ سے اس کے ذمہ ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس میں یہ تینوں اوصاف نہ پائے جائیں وہ مسلمان نہیں۔ پس تارک صلوٰۃ یا خلاف سنت رواجی رسمی و مذہبی نماز پڑھنے والا اور ہمارے قبلہ کعبۃ اللہ کے سوائے بغداد وغیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والا یا قبروں مزاروں خانقاہوں پر سجدہ کرنے والا اور ہمارے ذبیحہ کے سوا غیر اللہ کے نام کے ذبیحہ و چڑھاوے کھانے والا مسلمان نہیں۔

اکیسویں حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِیْ حَدِیْثِ مُعْجِزَۃِ اَحْیَاءِ الضَّبِ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اِذَا اَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَاکَ لِھٰذَا الدِّیْنَ الَّذِیْ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ وَلٰکِنْ لَّا یَقْبَلُہُ اللّٰہُ اِلَّا بِصَلٰوۃِ الْحَدِیْثُ رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ وَالْحَاکِمُ وَالطَّبْرَانِیُّ۔ ایک اعرابی پر مسلمان ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب تعریف اللہ کے واسطے ہے جس نے تجھے اس دین کی طرف راہ دکھائی جو تمام دینوں پر غالب و بلند ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس دین کو قبول نہیں کرتا مگر ساتھ نماز کے۔

وَقَالَ الشَّیْخُ ابْنُ الْقَیِّمِ فِیْ کِتَابِ الصَّلٰوۃِ قَالَ قَتَادَۃُ عَنْ اَنَسٍ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْبَلُ مَنْ اَجَابَہُ اِلَی الْاِسْلَامِ اِلَّا بِاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا اسلام قبول نہیں کرتے تھے مگر ساتھ قائم کرنے نماز

کے اور دینے زکوٰۃ یعنی تارک نماز اور تارک زکوٰۃ کو آپ مسلمان نہیں جانتے تھے۔ اسی کی مؤید ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مندرجہ ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُقْبَلُ اِیْمَانٌ بِالَا عَمَلٍ وَّ لَا عَمَلٌ بِلَا اِیْمَانٍ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیْ فِی الْکَبِیْرِ بِاَسْنَادٍ حَسَنٍ۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ نہیں قبول کیا جاتا۔ ایمان بغیر عمل اور نہ عمل بغیر ایمان کے۔

بائیسویں حدیث

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا اَحْبَطَ اللّٰہُ عَمَلَہٗ وَبَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ حَتّٰی یُرَاجِعَ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ تَوْبَۃً رَوَاہُ الْاَصْبَحَانِیُّ تَرْغِیْب وتَرْہِیْب ص۱۰۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نماز کے سارے اعمال اللہ تعالیٰ باطل کر دیتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے جب تک توبہ نہ کرے۔

تیئیسویں حدیث

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ وَالنَّسَآئِیْ وَالْبَیْہَقِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے عصر کی نماز نہیں پڑھی پس تحقیق باطل ہوئے عمل اس کے۔

چوبیسویں حدیث

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَہْلَہٗ وَمَالَہٗ طِبْرَانِیْ وَالْبَیْہَقِیُّ

بے نماز کا دین و ایمان ایسا لٹ جاتا ہے جیسے کسی کا اہل و مال لٹ گیا۔ جیسے یہ شخص خالی

رہ جاتا ہے۔ اسی طرح تارک صلوٰۃ دین اسلام سے خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔

بے نمازی پر اللہ کا غضب ہے

پچیسویں حدیث

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا قَدِمَ بُصْرٰی قِیْلَ لَہٗ نُدَاوِیْكَ وَتَدَعُ الصَّلٰوۃَ اِیَّامًا قَالَ کَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوۃَ لَقِیَ اللّٰہَ وَ ھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ رواہ البزار والطبرانی فِی الْکَبِیْرِ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آخر عمر میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور پتلی آنکھ کی صحیح وسالم تھی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ چند روز کے لیے نماز ترک کر دیجئے ہم آپ کا علاج کر دیں گے۔ کیوں کہ سجدہ کرنے سے آنکھوں پر زور پڑے گا۔ علاج بگڑ جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا نماز کو میں کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتا چاہے آنکھیں درست ہوں یا نہ ہوں کیوں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک وقت کی نماز چھوڑ دے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔

چھبیسویں حدیث

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرَی الْاِسْلَامِ وَقَوَاعِدُ الدِّیْنِ ثَلَاثَۃٌ عَلَیْھِنَّ اُسِّسَ الْاِسْلَامُ مَنْ تَرَكَ وَاحِدَۃً مِنْھُنَّ فَھُوَ کَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ الْمَکْتُوْبَۃُ وَصَوْمُ رَمَضَانَ (مجمع الزوائد ج ۱ صفحہ ۱۹) وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ تَرَكَ

مِنْھُنَّ وَاحِدَۃً فَھُوَ بِاللّٰہِ کَافِرٌ وَلَا یُقْبَلُ مِنْہُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَدْ حَلَّ دَمُہٗ وَمَالُہٗ رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ کَذَا فِی التَّرْغِیْبِ وَالتَّرْھِیْبِ ص۱۱۲،۳۰۷ وَنَیْلُ الْاَوْطَارِ ص۱۷ ج۴۔ اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد تین ہیں ان ہی پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جو شخص ایک بھی ان میں سے چھوڑ دے وہ کافر باللہ یعنی اللہ کا منکر ہے اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں اس کا مال و خون حلال ہے۔ یعنی مسلمانوں پر اس کے جان و مال کی حفاظت واجب نہ رہی۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں۔ کلمہ شہادت، فرض نماز رمضان کے روزے۔

فائدہ: حدیث ہٰذا میں حج و زکوٰۃ کا ذکر نہیں کیونکہ یہ دونوں مالداروں پر فرض ہیں۔ اور یہ تینوں ہر امیر غریب پر فرض ہیں۔ بس جب تک انسان یہ پانچویں بنا اسلام اپنے اپنے وقت پر نہ ادا کرے مسلمان نہیں۔ یہ سب اسلام کے ستون ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ان کا ایسا ملاپ و ارتباط ہے کہ ایک کے بغیر دوسرا[۱] مقبول نہیں۔

ستائیسویں حدیث

عَنْ زِیَادِ ابْنِ نُعَیْمٍ الْحَضْرَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فَرَضَھُنَّ اللّٰہُ فِی الْاِسْلَامِ فَمَنْ اَتٰی بِثَلَاثٍ لَمْ یُغْنِیْنَ عَنْہُ شَیْئًا حَتّٰی یَاْتِیَ بِھِنَّ جَمِیْعًا الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَیْتِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ کَذَا فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] مکتوبہ کی قید سے یہ مستنبط و مستفاد ہوا کہ فرض اور نفل میں یہی فرق ہے کہ فرض کے ترک سے کفر عائد ہوتا ہے اور نفل و سنت کے ترک سے نہیں بلکہ انکار سے۔

فرمایا کہ (توحید کے بعد) چار چیزیں ایسی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کیا ہے جو شخص ان میں سے تین بجالائے اور ایک کو ترک کر دے۔ اس کو وہ تین بھی کچھ کفایت نہ کریں گی جب تک ان چاروں کو نہ بجالائے۔ نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے، حج بیت اللہ۔

نیز حضرت عطاء خراسانی جو ایک بڑے جلیل القدر تابعی ہیں۔ حدیث ابن عمر بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایمان بغیر نماز کے قبول نہیں ہوتا اور نہ نماز بغیر زکوٰۃ کے اور نہ زکوٰۃ بغیر روزہ کے اور نہ روزہ بغیر حج کے۔

یہ پانچوں کام ایسے ہیں کہ ایک دوسرے کے بغیر عند اللہ مقبول نہیں ہوتے جب طاقت ہر ایک کام کو اس کے وقت پر شریعت کے مطابق ادا کیا جائے۔

فائدہ: مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہوا کہ ایک فرض کا تارک سب کا تارک اور کافر ہے۔ جیسے ایک فرشتہ یا ایک نبی یا ایک آیت یا اللہ اور رسولؐ کے کسی ایک حکم کا منکر اور کافر اور سب کا منکر ہے یعنی ایک کا ترک سب کے ترک مستلزم اور ایک کا انکار سب کے انکار کو مستلزم ہے۔

ان لوگوں کی بات قطعًا غلط ہے جو کہتے ہیں کہ نماز کے ترک سے ثواب کا مستحق نہیں ہوتا باقی اعمال اس کے مقبول ہیں اور ان کے اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ علیٰ ہذا القیاس باقی فرائض بھی یہی کہتے ہیں حالاں کہ اللہ ورسولؐ سے اس کی کوئی دلیل ثابت نہیں نہ صحابہ کرام سے۔ بلکہ ان سے مطلق کفر بغیر کسی تاویل و تقسیم کے مروی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم و دار قطنی میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں ہر سال کے لیے حج فرض کر دیتا اور تم اسے ادا

نہ کر سکتے تو کافر ہو جاتے۔ نیز ایک حدیث میں الفاظ ہیں مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ وَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا (ترغیب وترهیب ص۲۳۹ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا) یعنی جو شخص باوجود استطاعت کے حج نہیں کرتے وہ یہود و نصاریٰ کی موت مرے گا۔ تفسیر جامع البیان وغیرہ میں ہے۔

مَنْ وَّجَدَ مَا يَحُجُّ بِهٖ وَلَمْ يَحُجَّ حَتّٰى مَاتَ فَهُوَ كُفْرٌ بِهٖ نَقَلَهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ عَلِيٍّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْ غَيْرِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ وَرَوَى الْحَافِظُ الْاِسْمٰعِيْلُ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ مِثْلَ هٰذَا الْمَعْنٰى۔ جو شخص باوجود استطاعت کے حج نہ کرے وہ کافر ہے۔

نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو لوگ باوجود استطاعت کے حج کے تارک ہیں۔ ان پر کافروں کی طرح جزیہ لگاؤ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ نیل الاوطار ص۱۶۵ ج ۴ میں موجود ہے۔

قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَبْعَثَ رِجَالًا اِلٰى هٰذِهِ الْاَمْصَارِ فَيَنْظُرُوْا كُلَّ مَنْ كَانَ لَهٗ جِدَةٌ وَّلَا يَحُجُّ فَيَضْرِبُوْا عَلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ مَا هُمْ بِمُسْلِمِيْنَ مَا هُمْ بِمُسْلِمِيْنَ۔

تارک زکوٰۃ

قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے تقریباً بیاسی جگہ زکوٰۃ کا حکم دیا ہے یہ بھی اسلام کا ایک بڑا رکن ہے۔ مومنوں اور مشرکوں کے درمیان فارق ہے ایمان والوں کے متعلق فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ یعنی وہ نماز کو قائم رکھتے

ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور مشرکین کے متعلق فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ یعنی وہ زکوٰۃ نہیں دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا حکم نماز کے حکم کے ساتھ بیان کیا ہے۔ فرمایا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ عبد الرحمٰن بن زید کہتے ہیں۔ اَبَى اللّٰهُ اَنْ يَّقْبَلَ الصَّلٰوةَ اِلَّا بِالزَّكٰوةِ یعنی اللہ تعالیٰ تارک زکوٰۃ کی نماز قبول نہیں کرتا (ترجمان القرآن صـ۳۲۶ پ ۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے مَنْ لَّمْ يُزَكِّ وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی نہیں ہوتی۔ نیز فرمایا۔ مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَلَمْ يُؤْتِ الزَّكٰوةَ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ يَنْفَعُهٗ عَمَلُهٗ (اصبحانی و ترغیب و ترھیب) یعنی تارک زکوٰۃ مسلمان نہیں صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے مَنْ كَنَزَ فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهَا فَوَيْلٌ لَّهٗ جو مال جمع کرے اور زکوٰۃ نہ دے تو اس کے لیے ویل ہے۔ نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے۔ مَانِعُ الزَّكٰوةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي النَّارِ یعنی تارک زکوٰۃ دوزخی ہے (معجم صغیر طبرانی صـ۱۹۲ و ترغیب و ترھیب صـ۲۴۲ ج ۱ نیز مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج ۱ صـ۹۱ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نَجِدُهٗ كَثِيْرَ الْمَالِ لَا يُزَكِّيْ فَلَا يَزَالُ بِذٰلِكَ كَافِرًا وَّلَا يَحِلُّ دَمُهٗ وَنَجِدُهٗ كَثِيْرَ الْمَالِ لَمْ يَحُجَّ وَلَا يَزَالُ بِذٰلِكَ كَافِرًا وَّلَا يَحِلُّ دَمُهٗ یعنی جو شخص مالدار ہو کر زکوٰۃ نہ دے یا حج نہ کرے وہ کافر ہے جب تک یہ فرض نہ ادا کرے گا کافر ہی رہے گا۔

نیز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ دینے والوں سے جہاد کیا فرمایا

وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا۔ اللہ کی قسم جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ دیا کرتے تھے اسی طرح اب اگر مجھے نہ دیں گے تو میں ان سے قتال وجہاد کروں گا (صحیح بخاری وغیرہ)

جب آپ کے پاس وفد بنی ثقیف وغیرہ مسلمان ہونے کے لیے آئے اور انہوں نے نماز سے معافی طلب کی تو آپ نے فرمایا جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ تب انھوں نے تمام فرائض خصوصًا نماز کے ادا کرنے کا اقرار کیا۔
(زاد المعاد وسیرۃ ابن ہشام)

الغرض کتاب وسنت سے بلا کسی تاویل وتفریق کے تارک فرض کا کافر ہونا بالبداہت ثابت ہے۔ اگر اس قسم کی تاویل روا رکھی جائے تو کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ایک رسول یا ایک کتاب یا بعض احکام یا بعض ملائکہ کو نہ مانا وہ اتنا ہی مجرم ہے۔ باقی سب امور وافعال اس کے مقبول ہیں حالانکہ اللہ عزوجل نے ایسے شخص کو سب کا کافر قرار دیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دی ہے۔ اس پر یہ چیز مخفی وپوشیدہ نہیں۔

اٹھائیسویں حدیث

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا الْحَدِيْثَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ۔ اسلام یہ ہے کہ تو لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ

کی گواہی دی اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور بشرط طاقت بیت اللہ کا حج کرے۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص یہ کام نہیں ادا کرتا وہ مسلمان نہیں اور حدیث احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ میں بروایت ابوہریرہؓ و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما مرفوعًا آیا ہے۔ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَۃٌ یعنی نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر نفس مسلمان۔ پس جب تارک صوم و صلوٰۃ مسلمان ہی نہیں تو یقینًا دخول جنت سے محروم ہوا۔

حدیث مندرجہ بالا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرائض الٰہی کا نام اسلام رکھا ہے اور حدیث وفد عبدالقیس میں ان ہی فرائض یعنی صوم و صلوٰۃ کو ایمان باللہ کہا ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ تارک عامدان فرائض یعنی نماز روزہ وغیرہ کا نہ مسلمان ہے نہ مومن نہ جنتی کیونکہ صحیحین و مسند احمد و ترمذی۔ و قال حسن میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعًا آیا ہے لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ یعنی جنت میں داخل نہیں ہوں گے مگر ایمان والے۔ اور بے نماز شرعًا ایماندار نہیں۔

یاد رکھو ایمان اور اسلام شرعی دونوں ایک ہی ہیں۔ اسلام کے زائل ہونے سے ایمان بھی زائل ہوجاتا ہے۔ کتاب و سنت میں اس کے دلائل کافی ہیں نیز امام ابوحنیفہؒ کی فقہ اکبر میں ہے۔ لَا یَکُوْنُ اِیْمَانٌ بِلَا اِسْلَامٍ وَلَا اِسْلَامٌ بِلَا اِیْمَانٍ کَالظَّھْرِ مَعَ الْبَطْنِ یعنی نہیں ہوتا ایمان بغیر اسلام کے اور نہ اسلام بغیر ایمان کے جیسا کہ پیٹھ ساتھ پیٹ کے۔

انتیسویں حدیث

رحمتہ المہداۃ فصل رابع مشکوٰۃ میں ہے۔ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّيْنُ خَمْسٌ لَا يُقْبَلُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ دُوْنَ شَيْءٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْحَيٰوةِ بَعْدَ الْمَوْتِ هٰذِهٖ وَاحِدَةٌ وَالصَّلٰوةُ الْخَمْسُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ الْاِيْمَانَ اِلَّا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةُ طُهُوْرٌ مِّنَ الذُّنُوْبِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْاِيْمَانَ وَالصَّلٰوةَ اِلَّا بِالزَّكٰوةِ مَنْ فَعَلَ هٰؤُلَاءِ ثُمَّ جَآءَ رَمَضَانُ فَتَرَكَ صِيَامَهٗ مُتَعَمِّدًا لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ الْاِيْمَانَ وَلَا الصَّلٰوةَ وَلَا الزَّكٰوةَ وَمَنْ فَعَلَ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَ وَتَيَسَّهَا لَهُ الْحَجُّ وَلَمْ يَحُجَّ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِحَجِّهٖ وَلَمْ يَحُجَّ عَنْهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ الْاِيْمَانَ وَلَا الصَّلٰوةَ وَلَا الزَّكٰوةَ وَلَا الصِّيَامَ رَوَاهُ فِى الْحِلْيَةِ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام پانچ چیزوں کا نام ہے۔ ان میں سے ایک چیز کو بھی ترک کرنے سے باقی چاروں کو بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ کلمہ توحید کی گواہی دینا، اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اس کے رسولوں جنت ودوزخ اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے پر ایمان لانا اور یقین رکھنا، یہ سب مل کر ایک چیز ہوئی۔ پانچوں نمازیں اسلام کا رکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ایمان ویقین کو نماز کے بغیر قبول نہیں کرتا۔ زکوٰۃ گناہوں سے پاک صاف کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان ونماز کو قبول نہیں کرتا جب تک زکوٰۃ نہ دے۔ جس شخص نے یہ تین کام کر لیے اور پھر رمضان المبارک

کا مہینہ آگیا۔ اس نے رمضان کے روزے عمداً بلا عذر شرعی ترک کر دیئے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان یعنی کلمہ اور نماز اور زکوٰۃ کو قبول نہیں کرے گا جب تک رمضان کے روزے نہ رکھے اور جس نے یہ چاروں کام کر لئے پھر باوجود استطاعت کے حج نہیں کیا نہ اس نے خود کیا نہ اس کے بعد اس کے کسی وارث نہیں اس کے قائم مقام ہو کر حج کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے یہ چاروں کام ایمان باللہ نماز، روزہ زکوٰۃ کو بھی قبول نہیں کرے گا۔

الغرض جو شخص عند اللہ و عند الرسول مسلمان بننا چاہتا ہے۔ اس کو لازم و ضروری ہے کہ اسلام کے پانچوں رکن ادا کرتا رہے ورنہ اسلام کا دعویٰ غلط اور باطل ہے۔

تیسویں حدیث

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ فَقَدْ کَفَرَ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ (ترغیب وترهیب) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شاہی فرمان واجب الاذعان ہے کہ بے نماز کافر ہے۔

اکتیسویں حدیث

قَالَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَہِدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ مُخْلِصًا بِہِمَا وَصَلّٰی وَصَامَ وَاَدَّی الزَّکٰوۃَ وَحَجَّ الْبَیْتَ حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ بطبرانی اوسط۔ مجمع الزوائد ص۱۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص خالص مخلص ہو کر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ گواہی دے اور نماز پڑھے اور روزے اور زکوٰۃ دے اور حج کرے اس پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانچوں رکن اسلام کے بجالانے والا شخص

ناجی اوران کا تارک ناری ہے۔ نیز حدیث انس میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام سے آکر دریافت کیا کہ اسلام کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا توحید و اتباع سنت پر قائم رہنا۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ بشرطِ استطاعت بیت اللہ کا حج کرنا قَالَ فَاِذَا فَعَلْتُ ذَالِكَ فَاَنَا مُسْلِمٌ قَالَ نَعَمْ جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں جب یہ پانچوں کام کروں تو میں مسلمان ہوں؟

آپؐ نے فرمایا ہاں!

علاوہ ازیں مسئلہ ہٰذا کے متعلق احادیث بکثرت وارد ہیں۔ بغرض اختصار انہیں پر اکتفا کرتا ہوں وَفِيهَا كِفَايَةٌ لِمَنْ لَهُ دِرَايَةٌ

تارک صلوٰۃ کے کافر ہونے کا آثارِ صحابہ کرام سے ثبوت

پہلا اثر

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَابْنُ اَبِي شَيْبَةَ فِي كِتَابِ الْاِيْمَانِ وَالْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِهٖ۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کہ بے نمازی کافر ہے۔

دوسرا اثر

عَنْ عُمَرَ قَالَ الصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّيْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز ترک کر دی اس کے دین کو گرا دیا۔ نیز فرمایا لَا حَظَّ فِي الْاِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ یعنی بے نماز کا اسلام میں کچھ

حصہ میں (کتاب الصلوٰۃ ابن القیمؒ)

تیسرا اثر

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَقَدْ كَفَرَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ ابْنُ نَصْرِ الْمُرْوَزِیُّ وَابْنُ عَبْدُ الْبَرِّ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے نماز چھوڑ دی بے شک وہ کافر ہو گیا۔

چوتھا اثر

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَلَا دِيْنَ لَهٗ رَوَاهُ الْمُرْوَزِیُّ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نماز کا کوئی دین ومذہب نہیں۔

پانچواں اثر

عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ بے نماز کافر ہے۔

چھٹا اثر

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا صَلٰوةَ لَهٗ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهٗ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ۔ حضرت ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نماز کا ایمان نہیں اور بغیر وضو نماز نہیں۔

ساتواں اثر

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِی الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا اَوْ حَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ

وَمَنْ ضَیَّعَھَا فَھُوَ لِمَا سِوَاھَا اَضْیَعُ رَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُؤَطَّا

یعنی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت عاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارے کام کا بڑا مقصود و مہتم بالشان کام نماز ہے پس جس نے اس کی محافظت کی یعنی اچھی طرح سنت کے مطابق اس کو ادا کیا اور محافظت کی اس پر یعنی مداومت کی ہمیشہ پڑھی وقت کی پابندی کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا یعنی کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی یا بے وقت پڑھی ارکان سنت کے موافق ادا نہ کئے تو وہ بہت ضائع کرنے والا ہے۔ اس چیز کو جو سوائے نماز کے ہے۔

آٹھواں اثر

عَنْ اَیُّوْبَ قَالَ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ کُفْرٌ لَّا یُخْتَلَفُ فِیْہِ

یعنی ترک صلوٰۃ کفر ہے اس میں کسی عالم باللہ کا اختلاف نہیں (ترغیب وترہیب)

تارک صلوٰۃ کے کفر پر صحابہ کرام کا اجماع و اتفاق

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ شَقِیْقِ الْعُقَیْلِیْ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکْ وَصَحَّحَہٗ عَلٰی شَرْطِھِمَا یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بے نماز کے کفر پر متفق تھے تارک صلوٰۃ کے کافر ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں تھا۔ امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار جلد اول میں لکھا ہے کہ اس روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔ بخاری و مسلم کی شرط پر اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی تلخیص الجیر

میں اس کو ذکر کیا ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ تمام صحابہ کرام بے نماز کو کافر جانتے تھے۔

وَقَالَ الشَّیْخُ ابْنُ الْقَیِّمِ فِیْ کِتَابِ الصَّلٰوۃِ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدِ ابْنُ حَزْمٍ وَقَدْ جَآءَ عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَّمُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَۃَ وَغَیْرِهِمْ مِنَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوۃَ فَرْضٍ وَّاحِدَۃً مُّتَعَمِّدًا حَتّٰی یَخْرُجَ وَقْتُهَا فَهُوَ کَافِرٌ مُّرْتَدٌّ قَالُوْا وَلَا نَعْلَمُ لِهٰؤُلَاءِ مُخَالِفٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ۔

یعنی روایت ہے حضرت عمرؓ اور عبدالرحمن بن عوف اور معاذ بن جبل اور ابو ہریرہؓ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ جس نے نماز فرض جان کر چھوڑ دی یہاں تک کہ اس کا وقت نکل گیا۔ پس وہ کافر مرتد ہے۔ کہا علماء نے کہ نہیں جانتے ہم کوئی بھی مخالف ان کا صحابہ میں سے

وَقَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْحَقِّ الْاَشْبِیْلِیُّ فِیْ کِتَابِهٖ فِی الصَّلٰوۃِ ذَهَبَ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ اِلٰی تَکْفِیْرِ تَارِكِ الصَّلٰوۃِ مُتَعَمِّدًا التَّرْکِهَا حَتّٰی یَخْرُجَ جَمِیْعُ وَقْتِهَا مِنْهُمْ عُمَرُ الْخَطَّابِ وَمُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَجَابِرٌ وَاَبُو الدَّرْدَاءِ وَکَذٰلِكَ رُوِیَ عَنْ اِبْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ هٰؤُلَاءِ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَمِنْ غَیْرِهِمْ اَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ وَاِسْحٰقُ ابْنُ رَاهَوَیْهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَاِبْرَاهِیْمُ النَّخْعِیُّ وَالْحَکَمُ ابْنُ عُیَیْنَۃَ وَاَیُّوْبُ السَّخْتِیَانِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ الطَّیَالِسِیُّ وَاَبُوْ بَکْرِ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَبُوْ خَیْثَمَۃَ زُهَیْرُ ابْنُ حَرْبٍ۔ یعنی حافظ عبدالحق اشبیلی نے اپنی کتاب الصلوٰۃ

ہیں فرمایا ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت ومن بعدہم کا فتویٰ ہے تکفیر تارک الصلوٰۃ پر یہاں تک کہ نکل جائے تمام وقت اس کا۔ انہیں میں سے حضرت عمرؓ اور معاذ بن جبل اور عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس اور جابر اور ابوالدرداء اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ تو صحابہ کرام ہیں اور غیر صحابہ میں سے امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبداللہ بن مبارک اور ابراہیم نخعی اور حکم بن عینیہ اور ایوب بختیانی اور ابوداؤد طیالسی اور ابوبکر ابی شیبہ اور ابوخیثمہ زہیر بن حرب وغیرہ ہیں۔

اسی طرح الدین الخالص ج ۱ ص ۱۱۵ میں مرقوم ہے۔ وقد صنف القحطی فی ذالك مؤلفا وكتاب الصلوٰة للحافظ ابن القيم فى هذه المسئلة احسن مؤلف جمع فيها وفى كتاب هداية السائل الى ادلة المسائل بحث مستقل فى اثبات كفر من ترك الصلوٰة متعمدًا بلا عذر۔ یعنی علامہ قحطی نے اس میں تالیف کی ہے اور علامہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الصلوٰۃ اس مسئلہ میں بہترین تالیف ہے نیز کتاب ہدایت المسائل الی ادلۃ المسائل میں اس امر کی مستقل بحث ہے کہ بے نماز کافر ہے۔

واما اجماع الصحابة فقال ابن زنجوية حدثنا عمر بن الربيع حدثنا يحيى ابن عن يونس عن ابن شهاب قال حدثنا عبيد الله ابن عبد الله ابن عتبة ان عبد الله ابن عباس اخبره انه جاء عمر ابن الخطاب حتى طعن فى المسجد قال فاحتملته انا و رهط كانوا معى فى المسجد حتى ادخلنا بيته قال فام عبد الرحمن ابن عوف ان يصلى بالناس قال فلما دخلنا على عمر بيته غشى عليه

من الموت فلم یزل فی غشیتہ حتی اسفر ثم افاق فقال ھل صلی الناس قال فقلنا نعم فقال لا اسلام لمن ترک الصلوٰۃ وفی سیاق اخر لا حظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰۃ ثم دعا بوضوء فتوضأ وصلی وذکر القصۃ فقال ھذا بمحضر من الصحابۃ ولم ینکروا علیھم انتھی ما فی کتاب الصلوٰۃ لابن القیم رحمۃ اللہ علیہ۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق مسجد میں زخمی ہوئے تو ہم ان کو اٹھا کر ان کو گھرے گئے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو نماز پڑھنے اور پڑھانے کا حکم کیا جب ہم ان کے گھر میں داخل ہو گئے تو ان پر غشی طاری ہو گئی پھر صبح کی سفیدی ظاہر ہونے کے بعد ہوش میں آئے اور دریافت کیا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کہا جی ہاں پڑھ لی۔ آپ نے فرمایا تارک نماز مسلمان نہیں اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ یہ بات صحابہ کے ایک مجمع کے روبرو فرمائی جس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بے نماز کے کفر پر صحابہ کا اجماع یعنی سب صحابہ اس کو کافر کہتے ہیں۔ فلا یضرنا بعد ھذا الاجماع خلاف احد کائنات من کان

بے نماز کے کافر ہونے کا تابعین وغیرہ علماء سے ثبوت

قال شیخ الاسلام ابن القیم فی کتاب الصلوٰۃ قال محمد ابن نصر حدثنا محمد ابن یحییٰ حدثنا ابو النعمان حدثنا حماد بن زید عن ایوب قال ترک الصلوٰۃ کفر لا یختلف فیہ۔ یعنی ایوب تابعی کا فرمان ہے کہ نماز کا ترک کرنا کفر ہے۔ نہیں اختلاف کیا گیا اس میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بے نماز کے کافر ہونے میں صحابہ و تابعین وغیرہ علمار سلف میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ سب کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔ یہ جو کچھ اختلاف ڈالا ہے پچھلے ملّا مولویوں نے ڈالا ہے جو خود نماز میں سستی وغفلت کرتے ہیں۔ علامہ محمد بن نصر مروزی فرماتے ہیں سَمِعْتُ اسحٰق يَقُوْلُ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ تَارِكَ الصَّلٰوةِ كَافِرٌ وَكَذٰلِكَ كَانَ رَاْىُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ لَّدُنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا اَنَّ تَارِكَ الصَّلٰوةِ عَمَدًا مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ حَتّٰى يَذْهَبَ وَقْتُهَا كَافِرٌ يعنى نبى عليہ الصلوٰة والسلام سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ بے نماز کافر ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر آج ہمارے زمانہ تک تمام علمار کا یہی فتویٰ ہے کہ جس شخص نے بغیر عذر شرعی کے نماز چھوڑ دی۔ یہاں تک کہ اس کا وقت نکل گیا۔ وہ کافر ہے امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ دلیل ہے اجماع کی تارک صلوٰۃ کے کفر پر وحکٰی مُحَمَّدٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ مَنْ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَفُوْتَ وَقْتُهَا مُتَعَمِّدًا مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ كَفَرَ يعنى عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بلا عذر جان بوجھ کر نماز میں تاخیر کی یہاں تک کہ اس کا وقت فوت ہو گیا۔ پس تحقیق وہ کافر ہو گیا۔

وَقَالَ يَحْيٰى ابْنُ مُعِيْنٍ قِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ اِنَّ هٰؤُلَاۤءِ يَقُوْلُوْنَ مَنْ لَّمْ يَصُمْ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَ اَنْ يُّقِرَّ بِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ مُّسْتَكْمِلُ الْاِيْمَانِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا نَقُوْلُ نَحْنُ مَا يَقُوْلُ هٰؤُلَاۤءِ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا مِّنْ غَيْرِ عِلَّةٍ حَتّٰى اَدْخَلَ وَقْتًا فِىْ وَقْتٍ فَهُوَ كَافِرٌ۔ یعنی عبد اللہ بن مبارک سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ کہتے ہیں جو نماز نہ

پڑھے نہ روزہ رکھے صرف ان کی فرضیت کا قائل واقراری ہو تو وہ مسلمان ہے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ ہم نہیں کہتے جو وہ کہتے ہیں۔ یعنی یہ ان کی بات بالکل غلط ہے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ جس نے بلا وجہ جان بوجھ کر نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آگیا وہ کافر ہے۔

علی بن حسن بن شفیق فرماتے ہیں کہ سَمِعْتُ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ إِنِّي لَا أُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ الْيَوْمَ فَهُوَ أَكْفَرُ مِنْ حِمَارٍ یعنی میں نے عبداللہ بن مبارک کو کہتے سنا ہے کہ جو یوں کہے کہ میں آج فرض نماز نہیں پڑھوں گا پس وہ حمار سے بڑا کافر ہے۔ مجمع البحار میں نہایہ جزری سے نقل کیا ہے کہ زمانہ سابقہ میں حمار ایک شخص تھا جو ایمان لانے کے بعد کافر و مرتد ہو گیا تھا پس ہو گیا وہ کہاوت وَ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَقَدْ كَفَرَ فَيُقَالُ لَهُ ارْجِعْ عَنِ الْكُفْرِ فَإِنْ فَعَلَ وَإِلَّا قُتِلَ بَعْدَ أَنْ يُّؤَجِّلَهُ الْوَالِيْ ثَلَاثَةَ أَيَّامِ الْكُفْرِ۔ یعنی محدثین کے استاد ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ بے نماز کافر ہے۔ پس بے نماز کو کہا جائے کہ اپنے کفر سے رجوع کر۔ اگر وہ رجوع کرے یعنی نماز پڑھنی شروع کر دے تو بہتر ورنہ امام کے تین دن مہلت دینے کے بعد قتل کیا جائے۔

بے نماز کی بیوی پر طلاق

قَالَ أَحْمَدُ ابْنُ يَسَارٍ سَمِعْتُ صَدَقَةَ ابْنَ الْفَضْلِ وَسُئِلَ عَنْ تَارِكِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ كَافِرٌ فَقَالَ لَهُ السَّائِلُ أَتُبِيْنُ مِنْهُ

اِمْرَاَتُهٗ فَقَالَ صَدَقَۃُ وَابْنُ الْکُفْرُ مِنَ الطَّلَاقِ لَوْ اَنَّ رَجُلًا کَفَرَ لَمْ تَطْلُقْ مِنْہُ اِمْرَاَتُهٗ ۔ علامہ صدقہ بن فضل سے بے نمازی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ کافر ہے۔ سائل نے کہا کیا اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی؟ فرمایا کفر کے آگے طلاق کیا چیز ہے۔ اگر کوئی شخص کافر مرتد ہو گیا تو اس کی بیوی مطلقہ نہ ہو گی؟ یعنی تارک صلوٰۃ جب کافر ہی ہو گیا تو اس کی بیوی پر طلاق پڑ گئی۔ کافر کا نہ نکاح ہے اور نہ طلاق۔ اس کا کوئی کام معتبر نہیں۔

پس جو شخص بے نماز بے دین ہوا اور اس کے نکاح میں کوئی موحدہ و مسلمہ عورت صوم و صلوٰۃ کی پابند ہو تو وہ عورت اس بے دین کے نکاح و زوجیت سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ وہ ہرگز اس کی بیوی نہیں کیوں کہ قرآن و حدیث سے یہ بات صراحتاً ثابت ہو چکی ہے کہ بے نماز کافر و مشرک ہے تو پھر مشرک مرد اور موحدہ عورت کا نکاح کیسا؟ مشرک مرد کے نکاح میں ایک موحدہ مسلمہ عورت کا رہنا گویا اجتماع ضدین ہے کیوں کہ ایمان اور کفر، شرک اور توحید باہم متضاد ہیں۔ نیز اللہ عزوجل نے موحد مردوں کو مشرکہ عورتوں کے نکاح سے اور موحدہ عورتوں کو مشرک مردوں کے نکاح میں دینے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلَاَمَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَۃٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْکُمْ وَلَا تُنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکُمْ وَلَا تُنْکِحُوا اُولٰٓئِکَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلَی الْجَنَّۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ بِاِذْنِہٖ الآیۃ

یعنی مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ مومنہ موحدہ نہ ہو جائیں اور

البتہ ایمان والی موحدہ لونڈی ایک مشرکہ عورت خوب صورت مالدار خاندانی سے بہتر ہے. گو مشرکہ بے دین اپنے حسن وجمال ومال منال کی وجہ سے تم کو پسند آئے اور نہ نکاح میں دو اپنی بیٹیوں بہنوں وغیرہ کو مشرک مردوں کے جب تک وہ مشرک کفر کو چھوڑ کر مومن وموحد نہ ہو جائیں۔

اسی آیت کے تحت شاہ عبدالقادرؒ تفسیر موضح القرآن میں رقمطراز ہیں پہلے مسلمان اور کافر میں نسبت ناطہ جاری تھا۔ اس آیت سے حرام ٹھیرایا۔ اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔

پس جب کتاب وسنت کی رو سے ترک صلوٰۃ بھی شرک ہے تو آیت ہذا بعمومہا اس پر دال ہے

بے نماز مرتد واجب القتل ہے

قَالَ الْقَارِیُ فِی الْمِرْقَاۃِ قَالَ الْبَغْوِیُّ فِی شَرْحِ السُّنَّۃِ وَ قَالَ حَمَادُ ابْنُ زَیْدٍ وَّ مَکْحُوْلُ وَالشَّافِعِیُّ تَارِکُ الصَّلوٰۃِ کَالْمُرْتَدِ وَ قَالَ اَصْحَابُ الرَّئِ لَایُقْتَلُ بَلْ یُحْبَسُ حَتّٰی یُصَلِّی وَبِہٖ قَالَ الزَّھرِیُّ. یعنی مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ امام بغوی نے شرعی سند میں کہا ہے کہ حماد بن زید اور مکحول اور امام شافعی کا فتوٰی ہے کہ بے نماز مثل مرتد کے قتل کیا جاوے اور رائے وقیاس والوں نے کہا ہے کہ قتل نہ کیا جائے بلکہ قید کر دیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھے، یہی قول زہری کا ہے۔

وَفِی الْمِیْزَانِ الشَّعْرَانِیْ وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ جَمْھُوْرِ اَصْحَابِ اَحْمَدْ

اَنَّہٗ یُقْتَلُ لِکُفْرِہٖ کَالْمُرْتَدِّ وَتجْرٰی عَلَیْہِ اَحْکَامُ الْمُرْتَدِّیْنَ فَلَا یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یُوْرَثُ وَیَکُوْنُ مَالُہٗ فَیْئًا۔ امام احمد کے جملہ اصحاب کے نزدیک مختار بات یہ ہے کہ بے نماز کو اس کے کفر کی وجہ سے مثل مرتد کے قتل کیا جائے نہ اس پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے نہ ورثہ تقسیم کیا جائے اس کا مال، مال فی سمجھا جائے۔

غنیۃ الطالبین میں علامہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔ وَاَمَّا تَرْکُہُمَا تَہَاوُنًا وَّکَسْلًا مَعَ اِعْتِقَادِ وُجُوْدِہِمَا وَرُعِیَ اِلَیْہِمَا لِیَفْعَلَہُمَا فَاِنْ لَمْ یَفْعَلْ حَتّٰی تَضَایَقَ الْوَقْتُ الَّتِیْ یَلِہَا کَفَرَ وَقُتِلَ بِالسَّیْفِ لِکُفْرِہٖ بَعْدَ اَنْ یُّسْتَتَابَ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ کَالْمُرْتَدِّ فِی الْحَالَتَیْنِ وَیَکُوْنُ مَالُہٗ فَیْئًا یُوْضَعُ فِیْ بَیْتِ مَالِ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَقَالَ الْاِمَامُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ لَا یُقْتَلُ وَلٰکِنْ یُّحْبَسُ حَتّٰی یُصَلِّیَ فَیَتُوْبَ اَوْ یَمُوْتَ فِی الْحَبْسِ۔ بے نماز خواہ نماز کی فرضیت ووجوب کا قائل ہو یا منکر دونوں حالتوں میں وہ کافر ہے اس کے کفر کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے تلوار سے مثل مرتد کے بعد اس کے کہ توجہ طلب کیا جائے تین دن تک اور ہوتا ہے مال اس کا لوٹ۔ رکھا جائے مسلمانوں کے بیت المال میں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قتل نہ کیا جائے لیکن قید کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ نماز پڑھے یا مر جائے قید خانہ میں۔

بے نماز کا جنازہ

تمام صحابہ و علماء سلف کے نزدیک نہ پڑھنا چاہیے جیسا کہ غنیۃ الطالبین میں

ہے وَلَا یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یُدْفَنُ فِی مَقَابِرِ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی بے نماز
پر نہ جنازہ کی نماز پڑھی جائے نہ اس کو مسلمان کے قبرستان میں دفن کیا جائے. میزان
شعرانی میں ہے وَتَجْرِی عَلَیْہِ اَحْکَامُ الْمُرْتَدِیْنَ وَلَا یُصَلّٰی عَلَیْہِ
بے نماز پر شرعًا مرتدوں کے احکام جاری ہوتے ہیں اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے.
کشف اللثام عن غربۃ الاسلام میں علامہ سید ابوبکر بن حسن اسد اللہ رقمطراز ہیں کہ بے نماز
کا حشر ہمراہ کفار کے ہوگا قطعًا بلاشک وشبہ اس صورت میں ایسے شخص پر نماز جنازہ نہ پڑھے
اور مقابر مسلمین میں اس کو دفن نہ کرے۔ علامہ نواب صدیق بن حسن نے ترجمان القرآن
میں وامام ابن قیم نے تصریح کی ہے کہ بے نماز کا جنازہ نہ پڑھا جائے کیونکہ وہ کافر ہے
اور یہی مذہب ہے امام شوکانی بلکہ تمام اولیاء اللہ کا۔ پس علماء ائمہ مساجد کو چاہیئے کہ
تارک صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ کا جنازہ ہرگز نہ پڑھائیں تاکہ عوام کو زجر وتادیب حاصل
ہو، خوف خدا، ندامت، دنیا وعقبیٰ سے بے نمازی نمازی بن جائیں۔ تارک صلوٰۃ تو
درکنار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو بعض فاسقین واہل معاصی پر زجرًا وتادیبًا نماز
جنازہ نہیں پڑھی جیسا کہ قاتل نفس یعنی خودکشی کرنے پر رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَ
اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ جَابِرٍ اور مال غنیمت
میں خیانت کرنے والے پر رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ
مَاجَۃَ عَنْ زَیْدِ ابْنِ خَالِدٍ اور مدیون ومفروض پر رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ
وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ اَبِی ھُرَیْرَۃَ

پس علماء وصلحاء وغیرہ کو چاہیے کہ بے نماز کا نماز جنازہ نہ پڑھیں تاکہ ان کو
زیر وتادیب حاصل ہو۔ افسوس کہ اس زمانہ فسادات میں بعض علماء نے طمع دنیا کی

خاطر دین میں عظیم فساد برپا کیا ہوا ہے کیونکہ جب انھوں نے دولت مند بے نمازوں کا جنازہ اور تکفین و تجہیز کی تو بے نمازوں کو بڑی جرأت و دلیری ہو گئی کہنے لگے میاں نمازوں میں کیا رکھا ہے۔ گویا علماء نے اس رکن اسلام کو جس کا قائم کرنا واجبات سے تھا منہدم کر دیا اور بے نمازوں کو ترک صلوٰۃ پر مصر کر دیا اگر کسی اہلِ علم، خدا ترس نے بے نماز کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا تو جھٹ دوسرے مولوی مالداروں کے رومال کر کے جنازہ پڑھانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ایسے مولوی مال داروں کے رومال اور خوشامدی ٹٹو ہیں۔ سچ ہے ؎

وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ ۝ وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَّ رُهْبَانُهَا

دین کو ان ہی مال داروں اور پیرزادوں، صوفیوں اور ملّا مولوی نے خراب کیا ہے۔

بے نماز سے قطع سلام و ترکِ موالات

جب یہ بات قرآن و حدیث و آثار صحابہؓ و تابعین سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی کہ بے نماز اسلام سے خارج ہے اور دین اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں تو یہ بھی اس کے ساتھ لازم و ضروری ہے کہ تارک صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ سے ترکِ موالات کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ اہل اسلام کا برتاؤ نہ برتا جائے اور اسلامی حقوق سے وہ محروم کیا جائے۔ مثلاً سلام و کلام عیادت و بیمار پرسی وغیرہ نہ کی جائے اگر مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے کیونکہ نماز جنازہ ایک دعا و استغفار ہے جس کا مستحق ہر مومن و مسلم ہے بلکہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کے لیے دعا و استغفار کرے۔ حدیث میں ہے کہ جب کسی موحد مسلمان پر چالیس مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں کھڑے ہو کر دعا کریں یعنی جنازہ پڑھیں تو اللہ اس کو بخش دیتا ہے۔

اخوت اسلامی وایمانی کا اقتضا یہی ہے کہ ایک مسلمان اپنے بھائی مسلمان کی جس قدر ہو سکے اس کے سامنے اور پیٹھ پیچھے ہمدردی وخیر خواہی کرے اور اس سے محض اللہ کی رضامندی مطلوب ہو۔ اس قسم کی محبت داخل ایمان ہے۔

اسی طرح ہر مشرک و کافر بلکہ مخالف و عاصی اللہ اور رسول سے برات و بےزاری نفرت و عداوت چاہیے بوجہ مخالفت شریعت اس سے بغض رکھنا چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ نصیحت کرنے سے بھی باز نہ آئے۔ بلکہ زیادہ کج روی و مخالفت اختیار کرے۔ ایسے شخص سے بغض رکھنا بھی داخل ایمان ہے۔ حدیث بخاری میں ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ جس نے اللہ کے لئے محبت رکھی اور اللہ کے لیے بغض رکھا۔ اللہ کے لیے دیا، اللہ کے لئے نہ دیا اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔

قرآن مجید میں کلمہ حصر کے ساتھ فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں پس ایک دوسرے بھائی کی اصلاح وخیر خواہی کرتے رہو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ مسلمان کون ہے

جس کی ہمدردی دمواغات کا اللہ ورسول نے حکم دیا ہے پس مسلمان وہی شخص ہے جو توحید الٰہی وتصدیق رسالت پر مضبوط ہو کر فرائض الٰہی بجالائے۔ محرمات سے اجتناب کرے۔ اگر بوجہ جہالت کے کسی معصیت و کبیرہ کا مرتکب ہو ہی جائے تو فوراً توبہ کرلے اور نادم و پشیمان ہو۔ اس معصیت کے ترک کا عزم بالجزم کرے اور ہمیشہ مطیع

و منقاد شریعت محمدیہ کا بنا رہے خصوصاً پانچ بنا اسلام کو جب اوقات بجالائے۔ اگر فرائض کا ترک ہے تو نہ وہ اسلامی اخوت کا مستحق ہے نہ مسلمانوں کی دعا و استغفار کا۔ پھر ایسے شخص کا جنازہ کیسا؟ اور دعا و استغفار کیسی؟ قرآن مجید میں صاف اعلان ہے فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ پس توبہ یہ لوگ اگر شرک و کفر و بدعت سے توبہ کریں اور نماز پنج وقتہ پڑھنے لگیں اور وقت پر زکوٰۃ دینے لگیں تب ان کو اپنا بھائی سمجھنا ورنہ ہرگز نہیں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ کافر مشرک قبر پرست، پیر پرست، تعزیہ پرست مولود گیارہویں تیجہ دسواں چالیسواں کرنے کرانے والے اور تارک صلوٰۃ و تارک صلوٰۃ نہ ہم مسلمانوں کے بھائی ہیں نہ ہماری دعا و استغفار و جنازہ کے مستحق ہیں۔ اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے ان کے دینی بھائی ہونے کی شرط "اقامت صلوٰۃ" بیان فرمائی ہے۔ اگر یہ لوگ اس فریضہ کو انجام نہ دیں گے تو ان سے بھائی چارہ کا رشتہ منقطع ہو جائے گا اور وہ مسلمان نہیں کہلائیں گے۔ کیوں کہ اللہ اور رسول کے نزدیک بے نماز کافر و مشرک ہے جیسا کہ مندرجہ آیات و احادیث سے صاف عیاں ہے اور مشرک کے لیے استغفار کرنے سے قرآن نے منع کر دیا ہے۔ فرمایا مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبٰى الآية
نبی علیہ السلام اور ایمان والوں کو یہ لائق نہیں کہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا مانگیں اگرچہ ان کے قرابت والے کیوں نہ ہوں۔ بے نماز کا تو کیا ذکر، اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان نمازیوں کے جنازہ پڑھنے سے بھی منع فرما دیا جو ہمارے جی اور غفلت و سستی سے بے وقت نماز پڑھتے ہیں یعنی منافقین اور آیت

مستحق ہے۔ چنانچہ فرمایا اِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی کے
وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ
اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ الْاٰیٰتِ۔ اے نبیؐ! ان میں سے کسی ایک پر بھی جنازہ کی
نماز مت پڑھو اور نہ اس کی قبر پر دعا و استغفار کے لئے کھڑا ہو کیونکہ یہ لوگ کفر باللہ
کے مرتکب ہیں اس میں جب ایسے نمازیوں کے جنازہ سے منع کر دیا۔ تو بے نمازی
کے جنازہ کی ممانعت تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہوئی کیونکہ تارک صلوٰۃ بھی کافر باللہ ہے
جیسا کہ چھبیسویں حدیث میں صاف الفاظ موجود ہیں۔

فرائض الٰہی کے تارک سے قطع کلام و ترک سلام

تارک صلوٰۃ وغیرہ کے ساتھ سلام و جواب، سلام و مصافحہ وغیرہ جو سبب ہو
محبت کا نہ کرنا چاہیے اس لیے حدیث میں آیا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ رَوَاہُ
اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ
اَنَسٍ مَرْفُوْعًا یعنی آدمی دنیا میں جس سے میل ملاپ محبت و مودت رکھتا ہے
قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا
حُشِرَ فِیْ زُمْرَتِھِمْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَالضِّیَاءُ الْقُدْسِیُّ فِی الْمُخْتَارَۃِ
فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جس قوم سے محبت رکھتا ہے وہ اسی قوم
میں حشر کیا جائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ
فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ (مشکوٰۃ) یعنی انسان اپنے دوست و آشنا کے دین

پر اٹھے گا۔

پس چاہیئے کہ ذرا دیکھ بھال کر اور سوچ سمجھ کر دوست و آشنا بنائے اور یقیناً بے نماز قیامت کے دن فرعون، ہامان قارون وغیرہ کے ساتھ ہوگا رَوَاہُ احمد والدارمی والبیہقی فِی شعب الایمان عن عمرو ابن العاص مرفوعاً۔ پس بے نمازوں سے محبت میل جول رکھنے والے بھی انہی کے ہمراہ ہوں گے۔ العیاذ باللہ۔ پس مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ بے نماز وغیرہ تارکین فرائض الٰہی سے اگرچہ وہ اہل قرابت ہوں ہرگز محبت نہ رکھیں تاکہ نفع دنیا کی خاطر جو متاع قلیل وسریع الزوال ہے خسران اخروی جو کثیر ولا یزال ہے نہ اٹھائیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پکے سچے نمازیوں سے بعض معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے سلام و کلام ترک کر دیا کرتے تھے۔ جب تک کہ وہ تائب نہ ہوے۔ جیسا کہ علامہ ابن قیمؒ نے زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں لکھا ہے:

وَکَانَ مِنْ هَدْيِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ السَّلَامِ اِبْتِدَاءً وَّرَدًّا مِنَ الْحَدِيْثِ حَدَثًا حَتّٰى يَتُوْبَ مِنْهُ لَمَّا هَجَرَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ وَّمَدَ حَبِيْبِهٖ وَكَانَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَلَا يَدْرِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيْهِ اَمْ لَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ كَعْبٍ۔

یعنی نبی علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ جو شخص کوئی بدعت ومنکر کام یعنی خلاف شرع کرتا، اس سے سلام و کلام ترک کر دیتے نہ خود کرتے نہ اس کے سلام کا جواب دیتے جب تک وہ توبہ نہ کرے جیسا کہ کعب بن مالک اور اس کے دونوں ساتھیوں سے سلام و کلام ترک کر دیا تھا حضرت عمار بن

یاسر سے روایت ہے۔

قَالَ قَدِمْتُ عَلیٰ اَھْلِی مِنْ سَفَرٍ قَدْ شَقَقَتْ یَدَایَ وَخَلَّقُوْنِی بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلیٰ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ وَقَالَ اذْھَبْ فَاغْسِلْ ھٰذَا عَنْکَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗد۔

یعنی عمار بن یاسر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سفر سے واپس آیا اور میرے دونوں ہاتھ سردی کی وجہ سے پھٹ گئے تھے تو میرے گھر والوں نے میرے ہاتھوں پر مرکب خوشبو (جس میں زعفران ملی ہوئی تھی)، کا لیپ کر دیا۔ صبح کو میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور سلام کہا تو آپؐ نے غصّہ کے مارے میرے سلام کا جواب نہ دیا اور فرمایا کہ جا اس کو دھوکر آ۔ چوں کہ مرکب خوشبو مرد کے لیے شرعًا ممنوع ہے۔ اس لیے آپؐ شریعت کے خلاف کرنے پر ناراض ہوئے۔ اور سلام کا جواب نہ دیا۔

اسی طرح تارک صلوٰۃ سے بھی ہجرانِ و تارکِ سلام چاہیئے۔ تاکہ اسے زجر و توبیخ حاصل ہو۔

کَمَا ھَجَرَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ شَھْرَیْنِ وَبَعْضَ الثَّالِثِ لَمَّا قَالَتْ لِصَفِیَّۃَ یَھُوْدِیَّۃٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗد عَنْ عَائِشَۃَ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوی زینبؓ سے دو ماہ اور کچھ حصہ تیسرے مہینے تک صرف اس بات سے قطع کلام کر لیا تھا کہ اس سے طعن کے طور پر حضرت صفیہؓ عنہا کو یہودیہ کہا تھا۔

نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے بلال سے قطع کلام کر دیا تھا

جبکہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ عورتوں کو مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے سے منع نہ کرو۔ بلال نے کہا آج کل وقت اچھا نہیں عورتوں کا باہر نکلنا ٹھیک نہیں۔ ہم عورتوں کو ضرور منع کریں گے۔ اس پر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔

اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ اِنَّا لَنَمْنَعُھُنَّ فَمَا کَلَّمَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ حَتّٰی مَاتَ وَسَبَّہٗ سَبًّا شَدِیْدًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور تو کہتا ہے ہم منع کریں گے۔ یہ کہہ کر بہت غصہ ہوئے اور بیٹے کو برا بھلا کہا اور مرتے دم تک اس سے کلام نہیں کیے۔

اسی طرح تارک صلوٰۃ سے ہجران و قطع کلام بھی بغض للہ ہے جس میں امید ثواب ہے۔ نیز عبد اللہ بن مغفل صحابی رسولؐ کے ایک قریبی رشتہ دار نے مجلس میں بیٹھے ہوئے کنکری پھینکی۔ صحابی مذکور نے منع کیا اور کہا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْخَذْفِ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے پھر دوبارہ کنکری پھینکی تو صحابی مذکور نے یہ کہہ کر اس رشتہ دار سے قطع کلام کر دیا کہ میں تجھ کو حدیث رسولؐ اللہ سنایا ہوں اور تو دوبارہ حدیث سننے کے اپنے فعل سے باز نہیں آتا۔ لَا اُکَلِّمُکَ اَبَدًا جائیں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا (ابن ماجہ و صحیح مسلم ص۱۵۲)

امام نووی شرح مسلم میں رقمطراز ہیں۔

فِيْهِ هِجْرَانُ اَهْلِ الْبِدَعِ وَالْفُسُوْقِ فَصنَا بِذِى السُّنَّةِ مَعَ الْعِلْمِ وَاِنَّهٗ يَجُوْزُ هِجْوَانُهٗ دَائِمًا وَّالنَّهْىُ عَنِ الْهِجْوَانِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِنَّمَا هُوَ فِىْ مَنْ هَجَرَ لِحَظِّ نَفْسِهٖ وَمَا لِيُشَقِّ الدُّنْيَا وَاَهْلِ الْبِدَعِ وَنَحْوِهِمْ فَهِجْرَانُهُمْ دَائِمًا وَّهٰذَا الْحَدِيْثُ مِمَّا يُؤَيِّدُهٗ مَعَ نَظَائِرَ لَهٗ لِحَدِيْثِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِهٖ۔ یعنی دین کی خاطر کسی سے ہمیشہ کے لیے سلام وکلام ترک کر دینا جائز ہے۔ جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ سلام وکلام ترک نہ کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اپنے نفس کی خاطر کسی دنیاوی معاملات میں رنجش ہو گئی ہو۔

بے نماز کے کفر کے متعلق متردین کا اجمالی جواب

(۱) احادیث شہادت توحید وکلمہ طیبہ مقید ہیں ساتھ دیگر احادیث کے۔ (۲) کلمہ کی فضیلت بیان کرنے سے نماز کا ترک کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ (۳) کلمہ طیبہ میں جملہ فرائض واعمال داخل ہیں (۴)، فاسق وفاجر کے لفظ سے بے نماز ہونا لازم نہیں آتا۔ (۵) مقصود بیان توحید ہوتا ہے اور عبادت عین توحید ہے (۶) جن صحابہ سے وہ احادیث مروی ہیں وہی تارک صلوٰۃ کو کافر کہنے والے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان احادیث کا مفہوم بے نماز کے لیے نہیں ہے (۷) یا وہ احادیث محمول ہیں توبہ اور ندم پر یا نہ پانے وقت فرائض پر یا ان لوگوں پر جو ہوش وعقل نہیں رکھتے جیسے نابالغ لڑکے اور مجنون وغیرہ یا ان لوگوں پر جن کو شریعت سے آگاہی

نہیں ہوئی یا موحدین زمانہ جاہلیت پر جو بوجہ اندراس شرائع واحکام کے معذور وبے خبر رہے (۸) یا ان کے اعمال تھے لیکن بوجہ غلبہ عصیان وطالبان حقوق کے ان کے پاس کوئی نیکی نہ رہی اور وہ کافر ومشرک بھی نہ تھے (۹) نیز وہ احادیث محتمل ہیں اور احادیث تارک صلوٰۃ کے کافر ہونے کی صریح ہیں (۱۰) نیز کلمہ کی فضیلت والی احادیث قبل نزول وفرائض کی ہیں۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

یہ دس توجیہات ہیں جن کا ماخذ کتاب الصلوٰۃ لابن قیم وجامع العلوم والحکم لابن رجب اور ترغیب وترہیب منذری اور رواجر اللہیثمی وکتب تفاسیر واحادیث وشروح وخداداد فہم جو آدمی اللہ کی کتاب میں دیا جاتا ہے۔ وہ استادی تعلیم ہے۔

امام زہریؒ کا فیصلہ

صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳ میں امام زہرؒ کا فیصلہ موجود ہے کہ ثُمَّ نزلت بعد ذالك فرائض وامر یعزی ان الامر انتهى اليه فمن استطاع ان لا يغتر فلا يغتر یعنی کلمہ کی فضیلت کے بعد فرائض وغیرہ احکام نازل ہوئے۔ اب بغیر فرائض کے پابندی کے نجات نہیں صرف فضیلت والی احادیث کو دیکھ کر انسان کو دھوکہ میں نہ پڑنا چاہیے۔ سید التابعین ابن مسیبؒ وغیرہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ امام ترمذی نے بھی امام زہریؒ تابعی سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ حضرت کعب سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

امام بخاریؒ کا فیصلہ

نووی از بعض حکایت کردہ کہ ایں احادیث مجمل اند محتاج شرح

ومعناه من قال الکلمۃ وادّی حقھا وفریضتھا وھٰذا قول الحسن البصری وقال البخاریؒ ان ذالک لمن قالھا عند الندم والتوبۃ ومات علیٰ ذالک ذکرہ فی کتاب اللباس (ھدایۃ السائل الی اولۃ المسایل ص۳۹۲) یعنی جن احادیث سے مانعین تکفیر تارک صلوٰۃ استدلال کرتے ہیں مثلاً کلمہ کی فضیلت والی احادیث یہ سب مجمل ہیں شرح کو محتاج ہیں۔ ان کا معنیٰ یہ ہے کہ جس شخص نے کلمہ پڑھا اور اس کا حق ادا کیا اس کا فرض بجالایا تب وہ اس کی فضیلت کا مستحق ہوگا یہی قول ہے امام حسن بصریؒ ملاحظہ ہو نووی شرح صحیح مسلم ج ا ص۴۱ امام بخاریؒ کا فرمان ہے کہ کلمہ سے دخول جنت اس شخص کے لیے جس نے یہ کلمہ پڑھ کر کفر سے توبہ کی ہو پھر اسی پر وہ مرگیا۔ یعنی نماز کا وقت آنے سے پہلے ہی فوت ہوگیا ہو جیسا کہ ثُمَّ مات علیٰ ذالک سے مفہوم ہوتا ہے یعنی معنی حدیث مرفوع سے بھی ثابت ہے جو صحیحین میں بروایت ابوذرؓ بایں الفاظ مروی ہے کہ مامن عبد قال لآ الٰہ الّا اللہ ثمّ مات علیٰ ذالک الا دخل الجنّۃ۔

امام بخاریؒ کی تحت حدیث ہٰذا رقمطراز ہیں ھٰذا عند الموت اوقبلہ اذا تاب وندم وقال لا الٰہ الا اللہ ومات علیٰ ذالک غفر لہ ادخل الجنّۃ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے کہ احادیث وارد در دخول جنت قائل لا الٰہ الا اللہ مقید اند بعدم اخلال سائر فرائض موجبہ خدا و عدم فعل کبیرہ از کبائر کہ فاعش ازاں توبہ نکردہ ومجرد شہادت موجب جنت نیست۔ پس ایں اذلہ حجت بر مطلوب نیستند یعنی قائل کلمہ کے لیے دخول جنت کا جن احادیث میں ذکر ہے وہ

مقید ہیں ساتھ فرائض واجبات کے، اگر کسی فرض الٰہی میں خلل واقع ہوا یا مرتکب کبیرہ نے توبہ نہ کی تو صرف کلمہ شہادت موجب دخول جنت نہ ہوگا۔ پس جو لوگ اس قسم کے دلائل سے معارضہ کرتے ہیں وہ اس مقصد کے لئے قابل حجت نہیں۔

ہاں کلمۂ توحید صرف ان لوگوں کے لئے موجب نجات و دخول جنت ہو سکتا ہے جن کی بوجہ اندارس علم کے احکام و فرائض اسلام کی خبر ہی نہیں ہوئی۔ فرضیت کی اطلاع ہی نہیں پہنچی جیسا کہ حدیث حذیفہ سے اس امر کی طرف اشارہ نکلتا ہے۔

قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم یدرس الاسلام کما یدرس وشیٔ الثوب حتّٰی لا یدری ما صیامٌ وّلا صلوٰۃ وّلا نسك ولا صدقۃ وّیسری کتاب اللہ عزّوجلّ فی لیلۃ فلا یبقٰی فی الارض منہ آیۃ وتبقٰی طوائف من الناس الشیخ الکبیر والعجوز یقولون ادرکنا آبائنا علٰی ھٰذہ الکلمۃ لا الٰہ الّا اللہ فنحن نقولھا فقال لہ صلۃ ما یغنی عنھم لا الٰہ الا اللہ وھم لا یدرون ما صلوٰۃ وّلا صیامٌ وّلا نسك ولا صدقۃٌ فاعرض عنہ حذیفۃ ثمّ ردّھا علیہ ثلاثا کلّ ذالك یعرض عنہ حذیفۃ ثمّ اقبل علیہ فی الثالثۃ فقال یا صلۃ تنجیھم من النار ثلاثا رواہ ابن ماجۃ باسناد حسن۔ فرمایا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پرانا ہو جائے گا یعنی مٹ جائے گا اسلام جیسے مٹ جاتا ہے کپڑے کا نقش حتیٰ کہ یہ حالت ہو جائے گی کہ نہ جانا جائے گا کیا ہے روزہ اور نماز اور زکوٰۃ اور حج اور چلی جائے گی عزوجل کی کتاب

ایک رات میں پس ایک آیت بھی اس کی باقی نہ رہے گی اور باقی رہیں گے لوگ ان میں سے بہت بوڑھا مرد اور عورت کہیں گے کہ ہمیں اور کچھ خبر نہیں ہم نے تو اپنے آباؤ اجداد کو اس کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر پایا ہے پس ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت حذیفہ کے شاگرد صلہ نے کہا کہ کیا کفایت کرے گا ان سے لا الٰہ الا اللہ؟ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا ہے نماز روزہ۔ حج اور زکوٰۃ پس حضرت حذیفہ نے کچھ جواب نہ دیا تیسری دفعہ مکرر سہ کرر سوال کرنے پر فرمایا کہ اے صلہ! خلاصی دے گا ان کو دوزخ کی آگ سے یہ کلمہ، تین مرتبہ ایسا ہی فرمایا۔

پس معلوم ہوا کہ ایسے زمانے کے لوگ ان احادیث کے مصداق ہیں۔ واقعی جب قرآن مجید کی ایک آیت بھی نہ رہے گی تو وہ عمل کس پر کریں گے۔ اس قسم کی احادیث سے آج کل کے تارکین صوم و صلوٰۃ کی عدم تکفیر پر استدلال کرنا بالکل غلط اور ان احادیث کو بالکل مہمل قرار دینا ہے جن میں تارک صلوٰۃ کے کفر کی تنصیص ہے۔

بعض احباب یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ جماعت اہلحدیث کے علماء و مبلغین بے نماز کو کافر کہتے ہیں اگر بے نماز شرعاً کافر ہوتا تو اور مولوی بھی کہتے لہٰذا مندرجہ ذیل سطور میں دیگر علماء کے فتاوے و تصدیقات درج کی جاتی ہیں جن سے یقیناً انصاف پسند حضرات کا یہ شبہ زائل ہو جائے گا۔ اور مسئلہ ہٰذا میں وہ ہم سے اتفاق کریں گے۔ وباللہ التوفیق

قبل ازیں تکفیر تارک صلوٰۃ کے متعلق ۱۲۹۶ھ میں مولانا محمد عثمان خلف مولانا نظام الدین صاحب فتح گڑھی نے ایک رسالہ لکھا تھا جس میں کافی دلائل موجود ہیں جس کی صحت پر شیخ العرب والعجم حضرت العلامہ مولانا سید محمد نذیر حسین رحمۃ اللہ

علیہ کے دستخط و مہر بایں الفاظ ثبت ہے۔

ھٰذا صحیح
والرای نجیح

۸۱ محمد ۱۲
سید نذیر حسین

بے نمازی کے متعلق مولانا حمید اللہ صاحب میرٹھی کا فتویٰ

آپ اپنی تصنیف لطیف "خطبات التوحید" میں رقمطراز ہیں والذین یؤمنون بالآخرۃ یؤمنون بہٖ وھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون جن کو آخرت کا یقین ہے وہ ضرور اس کتاب کو مانتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں پر بھی محافظت کرتے ہیں یعنی جس کو قیامت پر ایمان ہے وہ ضرور اس کتاب (قرآن مجید) پر ایمان لائے گا، اور نماز پر محافظت کرے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز پر محافظت کرنی قیامت پر ایمان رکھنے کی علامت ہے پس جو لوگ نماز پر محافظت نہیں کرتے تو گویا قیامت پر یقین نہیں رکھتے اور یہ بات بہت ٹھیک ہے کیونکہ جب قیامت کے دن عمل پیش ہوں گے۔ تو اول نماز کا حساب لیا جائے گا پھر جس کسی کو قیامت کا پورا یقین ہو گا وہ نماز کیوں کر چھوڑ سکتا ہے۔ الیٰ قولہ سورہ روم کے چوتھے رکوع میں ہے۔ واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین. یعنی اللہ سے ڈرو اور نمازوں کو قائم رکھو اور مشرک مت بنو۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ایمان والا ہونے کی یہ علامت ہے کہ نماز پر

محافظت کرنے والا ہو. پس جو کوئی نماز پر محافظت نہیں کرتا وہ مومن نہیں بلکہ اس آیت کی رو سے وہ مشرک ہے.

اس مسئلہ میں اکثر لوگ طرح طرح کی باتیں تاویلیں کرتے ہیں اور بے نماز کو مسلمان سمجھتے ہیں لیکن یہ بات قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے. قرآن مجید کی اس آیت اور دوسری آیتوں میں صاف صاف بیان ہے کہ جو کوئی نماز کو قائم نہیں رکھتا وہ مومن نہیں بلکہ وہ مشرک کافر ہے اور صحیح حدیثوں میں بھی اس بات کا صاف صاف بیان موجود ہے دیکھ علامہ موصوف نے صحیح مسلم وغیرہ کی کئی احادیث درج کی ہیں جو رسالہ ہذا میں مذکور ہیں. بعدہٗ لکھتے ہیں) پس جس نے نماز چھوڑ دی وہ مشرک اور کافر ہوگیا.

اب جاننا چاہیئے کہ اوّل تو اگر یہ حدیثیں صحیح نہ بھی ہوں تاہم قرآن مجید کی بہت بہت سی آیتوں سے صاف طور پر یہ بات ثابت ہے کہ ایمان کی نشانی اور علامت نماز کا قائم کرنا ہے یعنی جو شخص نماز کو قائم نہیں رکھتا اس کے پاس مومن اور مسلمان ہونے کی نشانی اور سند نہیں ہے. اکثر لوگوں کا یہ دستور ہے کہ جو مسئلہ اپنی مرضی کے خلاف ہوتا ہے اس کو غلط سلط تاویلوں سے ادھر ادھر کو پھیرا کرتے ہیں. اس لئے ان حدیثوں کے ہونے سے یہ حاصل ہوا کہ اب ان آیتوں کا مطلب پھیر نہیں سکتے. کیونکہ جب خود آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے نماز چھوڑنے والے کے حق میں صراحتاً شرک اور کفر کا لفظ صادر ہوا تو ان آیتوں کی یہی تفسیر ہوئی جو ان حدیثوں میں بیان ہے. حدیث کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے شخص کی تفسیر اور تاویل کسی طرح درست اور ٹھیک نہیں ہو سکتی. اب چاہے کوئی کتنی ہی باتیں ملائے اور تاویلیں بنائے کہ یہ

مضمون ڈراتے کے واسطے آیا ہے یا تنبیہ کے واسطے ہے یا یہ مراد ہے کہ کامل مومن نہیں یا کفر سے کفران نعمت مراد ہے لیکن انصافاً قرآن و حدیث کے صاف بیان سے تو یہی ثابت ہو گیا کہ نماز ہے تو ایمان ہے اور نماز نہیں تو ایمان بھی نہیں۔ اور ان حدیثوں کی صحت اور قوت کا بھی حوالہ لکھ دیا گیا ہے کہ کسی کو اس وہم کی بھی گنجائش باقی نہ رہے کہ شاید یہ حدیثیں ضعیف ہوں گی (الی قولہ) یہ بھی یاد رہے کہ جو نماز ایمان کی علامت اور دلیل ہے اور جس پر بخشش اور نجات کا وعدہ ہوا ہے وہ نماز وہ ہے جو محافظت کے ساتھ پڑھی جانے یعنی پانچوں وقت کی نماز ہو اور ٹھیک وقتوں پر اور جماعتوں کی پابندی اور رکوع اور سجود کی درستی ہو۔ اگر کسی وقت کی پڑھی اور کسی وقت کی نہ پڑھی یا وقتوں جماعتوں کا انتظام نہیں رکھا یا رکوع سجود وغیرہ اچھی طرح نہیں کیا تو ایسی نماز کچھ فائدہ دینے والی نہیں بلکہ اور وبال ہے۔ انتہیٰ و مافی خطباب التوحید۔ نیز علامہ محی الدین نے اپنی کتاب البلاغ المبین فی اتباع خاتم النبیین مطبوعہ مطبع صدیقی واقع لاہور ۱۳۰۰ھ کی جلد اوّل کے صفحہ ۱۵۰ میں بے نماز کو کافر لکھا ہے اور کئی حدیثیں دلیل میں درج کی ہیں۔

علماء سلف کا فیصلہ:۔ نووی شرح صحیح مسلم میں ہے۔ فحکی عن جماعۃ من السلف منھم ابن المسیّب ان ھٰذا کان قبل نزول الفرائض والامر والنھی وقال بعضھم ھی مجملۃ تحتاج الشرح ومعناہ من قال الکلمۃ وادّی حقھا وفریضتھا وھٰذا قول الحسن البصریّ وقیل ان ذالک لمن قالھا عند الندم والتوبۃ ومات علیٰ ذالک وھٰذا القول البخاریّ

ترجمہ اس عبارت کا پہلے گزر چکا ہے۔ وقال الحافظ عبد العظیم

المنذری ذهب طوائف من اهل العلم کالزهری وسفیان ابن عیینة والبخاری وغیرهم الی عن مثل هٰذا الاطلاقات التی وردت فی مثل من قال لا اله الا الله دخل الجنة اوحرم الله علیه النار او نحو ذالک انما کان فی ابتداء الاسلام حیث کانت الدعوة الی مجرد الاقرار بالتوحید فلما فرضت الفرائض وحدت الحدود نسخ ذالک وقالت طائفة کا احتیاج الی دعوی النسخ فی ذالک فان کل ماهو من الدین ومن فرائض الاسلام فانه من لوازم الاقرار بالشهادتین وتمامه فاذا اقرثم امتنع عن شئ من الفرائض جحدا او تهاونا علی تفصیل الخلاف فیه حکمنا علیه بالکفر وعدم دخول الجنة وهٰذا القول ایضاً قریب مما قبله وقالت طائفة کالحسن البصری و وهب ابن منبه وغیرهما التلفظ لکلمة التوحید سبب یقتضی دخوالجنة والنجاة من النار بشرط ان یاتی بالفرائض ویجتنب اللبائر لم لمعنه التلفظ بکلمتی التوحید من دخو النار و هٰذا قریب مما قبله انتهی کلام العلامة المنذری نقلت هٰذه العبارة الوجیزة المفید من کتاب النفحات فی اسرار الصلوٰة من مکتبة العلامة الشیخ نصیف فی الجدة حین کنت جانسا فی بیته فی العامر[۱]

[۱] المراد من العامر سنة احدی وستین وثلثمائة والف من الهجرة النبویة علی صاحبها افضل صلوة واز کی تحیة - ۱۲ منه

الذی خرجت فیہ حاجا و معتمرا الی بیت اللّٰہ العتیق زادہ اللّٰہ شرافۃ وکرامۃ۔ ترجمہ عبارت ہذا کا بھی قریب قریب گزر چکا ہے۔ صرف علماء کرام کی تسلی کے لئے اصل عبارت جو ملک حجاز کے کتب خانہ سے نقل کر کے لایا تھا درج کردی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب سے ضد و نفسانیت کو دور کرے اور ہر مسئلے میں رجوع الی الحق کی توفیق دے۔ آمین۔

علامہ نواب صاحبؒ کا فیصلہ

علامہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی اپنی تفسیر ترجمان القرآن ۳۲۹ پ۱ میں رقمطراز ہیں کہ رسالہ وسیلۃ النجات ورسالہ ضوء الشمس میں یہ بات دلیل سے ثابت کی گئی ہے کہ حکم شہادتیں و نماز روزہ و زکوٰۃ و حج کا ادا اور ترک میں یکساں ہے۔ یہ سب چیزیں بنیاد ہیں اسلام کی۔ جیسے ایک بنیاد کا ترک کرنا ویسے ہی باقی بنیادوں کا ترک کرنا ہے اگر ان میں سے ایک رکن بجالایا اور چار کو ترک کیا یا دو کو بجالایا اور تین کو چھوڑا یا تین کو بجالایا اور دو کو ترک کیا یا چار کا پابند رہا اور ایک کا تارک ہوا تو اسلام اس کا صحیح نہیں اور نہ جان و مال اس کا محفوظ ہے مسلمان جب ہی ٹھہرے گا کہ سب کو وقت فرض ہونے کے مداومت کے ساتھ بجالاتا رہے گا اور بلا کسی عذر شرعی کے تارک اس کا نہ ہوگا اور اگر عمداً بلا عذر شرعی ترک کرے گا اور وقت نماز کا یا روزہ کا مہینہ یا زکوٰۃ کا سال یا حج کا موسم نکل جائے گا تو کافر ہو جائے گا گو زبان سے کلمہ گو ہو اور ان ارکان کو فرض جانتا ہو۔ یہاں اعتبار نیت کا ساتھ عمل کے ہے۔ بری نیت بے عمل کے مفید نہیں ہوتی ہے۔ اللہ و رسولؐ کی نصوص اس کے کفر کو ثابت کرتے ہیں۔ مسلمان کو چاہیے کہ اگر جہل سے ایسا کام اس

سے ہو جائے تو فی الفور کلمہ شہادت زبان پر سچے دل سے جاری کر کے فی الفور تائب ہو کر تدارک مافات کرے ورنہ وہ مسلمان نہ ہوگا اور نہ لائق اس کے کہ مقابر مسلمین میں دفن کیا جائے۔ انتہی۔

آخری استدعا

رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔ اے میرے مولیٰ سچے آقا مجھ کو اور میری اولاد کو نماز کی پابندی نصیب فرما۔ آقا مجھ کو اور میرے ماں باپ اور تمام ایمان والوں کو قیامت کے دن مغفرت اور بخشش نصیب کیجیو۔

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ بار الہا تو میرے اہل و عیال کو ایسی توفیق عطا فرما کہ سب نماز کے پابند رہیں بفحوائے کلام الٰہی وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ الآیہ وغیرہا کے میں اپنی ازدواج، اولاد، احفاد و جمیع لواحقین بلکہ اپنی جماعت کے تمام افراد مردوں عورتوں کو حکم کرتا ہوں کہ توحید و اتباع سنت کو خوب مضبوط پکڑیں اور نماز پنجگانہ وغیرہ فرائض الٰہی پر محافظ و مداومت کریں جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو نماز روزہ کی تعلیم دیں اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کو آل اولاد کی محبت پر غالب رکھیں۔ اَلصَّلٰوةَ اَلصَّلٰوةَ رَحِمَكُمُ اللهُ

وَهُوَ الْحَافِظُ لِدِيْنِ رَسُوْلِهٖ وَهُوَ السَّتَّارُ لِعُيُوْبِ عَبْدِهٖ

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین اِلیٰ یوم الدین ٥ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

کی جانب سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیب
۲۔ اتباع رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقت شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدہ توحید
۸۔ ائمہ سلف اور اتباع سنت
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۱۔ تعویذ محمدی
۱۲۔ اصلی اہل سنت کون؟
۱۳۔ شرک کیا ہے؟
۱۴۔ دو ایک سجدہ!
۱۵۔ قرآن اور جاہلیت
۱۶۔ توحید کیا ہے؟
۱۷۔ فضائلِ قرآن
۱۸۔ ہدایت و ضلالت
۱۹۔ درجات الیقین
۲۰۔ عقیدہ طحاویہ
۲۱۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۲۔ اختلاف سنت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۳۔ اتباعِ سنت رسولؐ کی شرعی حیثیت
۲۴۔ محفل میلاد
۲۵۔ مسلمان اور قبر پرستی
۲۶۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۷۔ مساجد میں شور و غل
۲۸۔ شرعی طلاق
۲۹۔ استنجا اور وضو کے احکام و مسائل
۳۰۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۱۔ فلسفہ قربانی با اصول قرآنی
۳۲۔ میں اہل حدیث کیوں ہوا۔
۳۳۔ اللہ تعالیٰ کا وجود ذی نور
۳۴۔ خمینی اور تشیع
۳۵۔ احسن الجزاء فی تحقیق مسائل العزاء
۳۶۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نمازی کا رسالہ
۲۷۔ رسم و رسم اور شریعت
۳۸۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۳۹۔ قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب
۴۰۔ ماہ ربیع الاوّل اور حب رسولؐ کے مظاہرے
۴۱۔ اہل تصوف کی کارستانیاں
۴۲۔ ہمارا امام صرف ایک یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۳۔ طوفانِ نوح
۴۴۔ اقوال زریں
۴۵۔ تحفۂ صفر
۴۶۔ اسلام میں جرائم کی سزائیں
۴۷۔ پنجسورہ شریف
۴۸۔ قرآنی آیات کا جواب
۴۹۔ مسائل ماہ ربیع الاوّل
۵۰۔ زینت الصلوٰۃ
۵۱۔ تحقیقِ حرف ض (ضاد)
۵۲۔ بدعت اور سنت میں فرق

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم بربر شاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)